هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

شرح چندہ پیشگی
سالانہ ۔ ششماہی ۔ سہ ماہی ۔ بیرون ہند
۵/ ۔ ۳/ ۔ ۱/۸
قیمت فی پرچہ ۱/

ایڈیٹر و پبلشر: میر قاسم علی احمدی

فاروق

تحریک جدید کا اخبار

قادیان

تاریخہائے اشاعت: ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸

دفتر اخبار فاروق قادیان ضلع گورداسپور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۵ | قادیان دار الامان مورخہ ۵ جمادی الثانی سنہ ۱۳۵۹ھ مطابق ۱۲ ماہ وفا سنہ ۱۳۱۹ھش مطابق ۱۲ جولائی سنہ ۱۹۴۰ء | نمبر ۲۷

دار الامان کا ہفتہ

(۱) قادیان ۱۸ جولائی۔ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق ۸½ بجے شب کی ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کو دردسر کے علاوہ پاؤں کی انگلیوں میں نقرس کی تکلیف ہے۔ احباب حضور کی صحت کاملہ کے لئے دعا کریں۔

(۲) حضرت ام المؤمنین مدظلہا العالی کو سر میں شدید درد ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔

(۳) حرم ثانی حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو دردشکم ضعف دل اور بخار کی تکلیف ہے۔ احباب دعا جاری رکھیں۔

(۴) آج جمعرات کو بھی روزہ رکھا گیا۔ اور مساجد میں دعا کی گئی۔

(۵) ہفتہ زیر اشاعت میں خوب بارش ہوتی رہی ہے۔

تصحیح

۱۴ جولائی سنہ ۱۹۴۰ء کے اخبار "فاروق" کے صفحہ ۱۱ کالم ۲ میں ایک حوالہ الفضل ۳۰ جنوری سنہ ۱۹۳۰ء غلط ہے۔ دراصل الفضل ۳۰ جنوری سنہ ۱۹۲۲ء ہے احباب اسکی تصحیح فرمالیں۔ خاکسار سید احمد علی سیالکوٹی

ہر گوشۂ دنیا میں نئی شمعیں جلادو

(از قاضی عبد الرشید صاحب ارشد مجاہد تحریک جدید قادیان)

اسلام کی خدمت میں دل و جان لگادو
تم ملت احمدؐ کے سزاوار نہیں ہو
تم اپنے خیالات سے دنیا کو بدل دو
دنیا کرو گلزار محمدؐ سے معطر
چھا جاؤ اُٹھو! کفر کی تاریک فضا پر
تم مرکز تثلیث کا یہ نقشہ بدل کر
"تحریک" کا مقصد ہے ہر وقت نظر میں
ہاں! حضرت محمود کے پروانے بنو تم

خود ہو کے فنا جام بقا سب کو پلادو
جبتک نہ رہِ حق میں دل و جان لٹادو
تم کفر کے ایوان کی بنیاد ہلادو
اور رجسِ ضلالت کو زمانے سے اُٹھادو
اور مشعلِ ایمان سے پُر نور بنادو
گرویدہ انہیں احمدِ مرسل کا بنادو
ہر قلب میں تعلیم مقدس کو بسادو
ہر گوشۂ دنیا میں نئی شمعیں جلادو

اے ملتِ بیضا کے فداکار جوانو!
دنیا کو گل افشانیٔ عرفاں سے سجادو

"فاروق" نصف قیمت میں

انجمن احمدیہ جمشید پور نے مبلغ دس روپیہ ارسال کر کے لکھا ہے۔ کہ ان روپوں سے کسی کم استطاعت احمدیوں کے نام فاروق جاری کیا جائے۔ جو سیدہ امۃ الودود بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کے لئے بلندی درجات کی دعا کرتے رہیں۔ یہ اعلان کسی گذشتہ پرچہ میں بھی کیا گیا تھا۔ مگر احباب نے شاید اس کو پڑھا نہیں۔ لہذا دوبارہ اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ میں آٹھ ایسے غریب احمدیوں کے نام فاروق ایک ایک سال کے واسطے جاری کرنا چاہتا ہوں۔ جو صرف ایک روپیہ چار آنہ نصف چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیج دیں۔ اور وعدہ کریں۔ کہ وہ سیدہ مرحومہ مغفورہ کے لئے ضرور دعا کرتے رہیں گے۔ چندہ آنے پر سال بھر اخبار فاروق ان کو پہنچتا رہیگا۔ (منیجر فاروق)

حافظِ قرآن

ایک خوش الحان احمدی حافظ قرآن بنام ابو الحسن شاہ نابینا عمر ۲۵ سالہ بچوں کو پڑھانے کے واسطے یا امامت مسجد کی ملازمت چاہتا ہے۔ اگر کسی دوست کو ضرورت ہو۔ تو مطلع فرمادیں۔

(مفتی محمد صادق)

انجمن اہلحدیث سری نگر کی دعوت مناظرہ منظور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سری نگر سے "بزم توحید اہلحدیث" کی سرپرستی میں ایک رسالہ "مسلم" نامی شائع ہوتا ہے۔ اس رسالہ کے تیسرے نمبر میں "قادیانی مشن" کے عنوان سے "حنفی مولویوں" کی "بے تنظیمی" اور "جنون نام آوری" کے تذکرہ کے بعد ایک اہلحدیث مولوی مبارکی صاحب نے لکھا ہے کہ:

"میں قرآن حکیم کے ساتھ عیسیٰ علیہ السلام کے اب تک کی حیات ثابت کرنے کو حاضر ہوں۔ اگر کسی صاحب کو اپنے شکوک کا ازالہ کرنا ہو۔ اور اس کے مقابل صداقت مرزا صاحب قادیانی کو ازروئے قرآن حکیم ثابت کرنے کی ہمت رکھتا ہو۔ تو مجھے شرائط لئیق منصف کے ساتھ ساتھ دعوت دے سکتا ہے۔" ص۱۸

مجھے مبارکی صاحب کی یہ تحریر پڑھ کر خوشی ہوئی۔ یقیناً یہ ایک مبارک بات ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کی صداقت کا تصفیہ ازروئے قرآن مجید کیا جائے۔ ہمیں مبارکی صاحب کی یہ تجویز بخوشی منظور ہے۔ شرائط کے ضمن میں انہوں نے "صلح و آشتی" اور "احترام قانون کے اندر اندر محدود تعداد میں تحقیق حق" کی شرط بھی ذکر کی ہے۔ ہمیں یہ شرط بھی بخوشی منظور ہے۔ باقی رہا منصف کا سوال۔ سو وہ غیر جانبدار اور قرآنی شریعت کو فریقین کے علماء سے زیادہ جاننے والا اگر مل سکتا ہے۔ تو ہمیں اس سے بھی انکار نہ ہوگا۔ لیکن اگر اہلحدیث بھائیوں کے نزدیک بھی کوئی ہندو وغیرہ ان کے مولوی صاحب سے قرآن شریف کو زیادہ نہیں سمجھتا۔ تو ظاہر ہے۔ کہ ایسے شخص کو منصف تجویز کرنا عبث ہوگا۔ اس کے فیصلہ کا قطعاً کوئی اثر نہیں۔ پس اندریں صورت میں یہ درخواست کروں گا۔ کہ خواہ مخواہ منصف کی آڑ میں اس تحقیق حق کو ملتوی نہ کیا جائے۔ ہاں اس سلسلہ میں ایک بہتر تجویز یہ ہے کہ مناظرہ تحریری ہو۔ ہر مضمون پر فریقین کے مجموعی طور پر نو نو پرچے ہوں جو بعد ازاں پبلک میں سنا دئے جائیں۔ اور پھر فریقین کے مشترکہ خرچ پر طبع ہو کر دور و نزدیک تقسیم ہو جائیں۔ ان دلائل کو پڑھ کر ہر شخص بآسانی اندازہ کرے گا۔ کہ قرآن مجید کی رو سے کس فریق کا عقیدہ صحیح و درست ثابت ہوتا ہے۔ اور کس کا نادرست اور باطل؟ امید ہے۔ کہ اہلحدیث دوست جو خود بھی بے جا جوش و خروش اور ہجوم کے خلاف ہیں۔ اس بہترین تجویز کو منظور فرمائیں گے۔ اس سے یہ مناظرہ ایک پائیدار مناظرہ بن جائے گا۔ ہاں اگر وہ اس تجویز کو کسی وجہ سے منظور نہ کر سکیں۔ بلکہ محدود تعداد کی حاضری میں صرف زبانی ہی مناظرہ کرنا چاہیں۔ تو میں انہیں اطلاع دیتا ہوں۔ کہ ہمیں ان کی یہ تجویز بھی منظور ہے۔ وقت اور مقام وغیرہ کے تصفیہ کے لئے وہ انجمن اہلحدیث کے نمائندہ یا نمائندگان کو مقرر فرمائیں۔ اور ہمیں اطلاع فرمائیں۔ تا جلد یہ نیک کام سرانجام دیا جا سکے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے ساتھ ہو۔

خاکسار ابوالعطاء جالندھری نزیل احمدیہ دارالتبلیغ۔ امیرا کدل سری نگر۔

مندرجہ ذیل اشتہار مکرمی مولوی ابوالعطاء صاحب جالندھری نے جو آج کل بغرض تبلیغ سری نگر بھیجے گئے ہیں۔ کشمیر میں چھپوا کر شائع کیا جس کو ناظرین فاروق کے لئے نقل کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

لَا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَکِیْمٍ حَمِیْدٍ

قرآن مجید زندہ کتاب اور غیر منسوخ شریعت ہے

بابیوں اور بہائیوں کو فیصلہ کیلئے کھلی دعوت

اہل بہار کا عقیدہ ہے۔ کہ قرآنی شریعت منسوخ ہے۔ اب اس پر عمل کر کے کوئی شخص نجات نہیں پا سکتا۔ ان کے نزدیک سید علی محمد باب کی کتاب "البیان" نے قرآن مجید کو منسوخ کر دیا۔ باب نے تو یہاں تک حکم دیا ہے۔ کہ بابیت کی کتابوں کے علاوہ قرآن مجید۔ انجیل۔ تورات وغیرہ کتب کو بالکل مٹا دیا جائے لکھا ہے:

"امر شدہ بر محو کل الکتب الا آنکہ در اثبات امر اللہ و دین او نوشتہ شود (البیان قلمی ص۲۱۵)

اہل بہاء کے نزدیک "البیان" کے چند سال بعد بہاء اللہ کی تصنیف "الاقدس" نے "البیان" کو بھی منسوخ کر دیا۔ حالانکہ ان کے عقیدہ میں البیان خود بہاء اللہ کی ہی نازل کردہ کتاب تھی۔ بابیوں اور بہائیوں کی یہ دونوں مزعومہ شریعتیں خاص طور پر مخفی رکھی جاتی ہیں۔ جس کی خاص وجوہات ہیں۔ بہر حال اہل بہاء کا دعویٰ ہے۔ کہ قرآن مجید اب زندہ کتاب نہیں۔ بلکہ منسوخ اور ناقابل عمل ہے۔

جماعت احمدیہ کا عقیدہ ہے۔ کہ قرآن مجید کا ایک لفظ اور ایک حرف بھی منسوخ نہیں ہو سکتا۔ وہ ایک زندہ کتاب ہے۔ اور جب تک نسل انسانی اس صفحۂ زمین پر آباد ہے۔ قرآن مجید ہی نجات کا ذریعہ ہے۔ بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں۔

"نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں۔ مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں۔ مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو۔ کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو۔ اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو۔ تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔" (کشتی نوح ص۱۳)

غرض احمدیت اور بہائیت دو متخالف تحریکیں ہیں۔ بہائیت کا مقصد قرآن مجید کو منسوخ کتاب ثابت کرنا ہے۔ اور احمدیت کی غرض و غایت قرآن مجید کو زندہ کتاب اور غیر منسوخ شریعت ثابت کرنا ہے۔ اگر نعوذ باللہ قرآن مجید منسوخ ہے۔ تو بہائیت درست اور بہاء اللہ کا دعویٰ حق بجانب ہے۔ اور اگر قرآن مجید کا ایک حکم بھی منسوخ نہیں ہوا۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ تو بہائیت اور بہاء اللہ کے دعویٰ کے بطلان پر مزید بحث کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ نیز قرآن مجید کے زندہ اور محکم کتاب ثابت ہو جانے سے احمدیت کی صداقت روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے۔ پس میں بہائی اصحاب کو کھلی دعوت دیتا ہوں۔ کہ اس موضوع پر جو احمدیت اور بہائیت میں فیصلہ کن ہے۔ مناسب شرائط طے کر کے تحریری و تقریری طور پر سیر حاصل بحث کریں۔ کیا کوئی بہائی دوست اس مخلصانہ دعوت کو منظور کریں گے۔؟

خاکسار ابوالعطاء جالندھری مبلغ جماعت احمدیہ۔ نزیل سری نگر ۲۶/۷/۱۱

صوبہ بہار کے ایک مقام پر ایک احمدی بچہ کو دفن کرنے سے روکا گیا

عرض یہ ہے۔ کہ ہم چند غریب احمدی مہو بھنڈار ضلع سنگھ بھوم علاقہ بہار میں بسلسلہ ملازمت رہتے ہیں۔ مورخہ ۸ جولائی ۱۹۴۰ء کو جناب سلیمان خاں صاحب کا ایک بچہ جس کی عمر قریباً تین ماہ تھی۔ فوت ہو گیا۔ ہم نے جب اس بچہ کو کمپنی کے دیئے ہوئے قبرستان میں دفن کرنے کا انتظام کیا۔ تو غیر احمدیوں نے روکا اور کہا۔ کہ اگر دفن کیا گیا۔ تو قتل تک نوبت پہنچ جائیگی۔ اس پر ہم کمپنی کے افسروں سے ملے۔ اور انہوں نے کہا۔ کہ کمپنی نے سب کے لئے جگہ دی ہے۔ وہ کیوں دفن کرنے نہیں دیتے۔ جب غیر احمدیوں کے بڑے لیڈر کو بلایا گیا۔ تو اس نے کہا۔ یہ لوگ لامذہب ہیں۔ اس واسطے ہم جگہ نہیں دیتے۔ افسروں نے کہا۔ کہ ہم احمدیوں کو تم سے اچھا مسلمان سمجھتے ہیں۔ چونکہ ہم میں کوئی انگریزی دان نہ تھا۔ جو افسروں سے مفصل گفتگو کر سکتا۔ اس لئے ہم نے جمشید پور (ٹاٹا نگر) جناب چودھری عبداللہ خاں صاحب کو تار دیا۔ تار پاتے ہی جناب چودھری صاحب مولوی بشیر صاحب جناب ماسٹر صاحب برسات کے دوران میں بہت تکلیفیں اٹھا کر آپہنچے۔ مگر ان کے آنے سے قبل افسروں نے ہمیں علیحدہ جگہ دیدی جہاں ہم نے بچہ کو دفن کر دیا۔ جب چودھری صاحب آپہنچے۔ تو بعض افسروں سے ملے۔ اس ملاقات کا بہت اچھا اثر ہوا۔ اسی روز سے غیر احمدیوں نے ہماری سخت مخالفت شروع کر دی ہے۔ احباب دعا کریں۔ کہ خدا تعالیٰ ہمیں ان کے فتنہ سے بچائے۔ اور یہاں احمدیت

مفت } اگر آپ کے پیارے بچے کو گھنڈی پڑ گئی ہو۔ ہرے پیلے دست آتے ہوں۔ بچہ دودھ الٹ دیتا ہو۔ تالو نرم پڑ گیا ہو۔ کان پتلے پڑ گئے ہوں۔ گردن سوکھ گئی ہو۔ بچہ نہایت کمزور اور نڈھال ہو گیا ہو۔ ڈاکٹروں اور حکیموں کی کوششیں لاحاصل ہو رہی ہوں۔ تو انڈین پوڈر کی صرف دو تین خوراکیں بچہ کو دے کر خدا کی قدرت کا ملاحظہ کریں۔ قیمت ایک روپیہ نمونہ ارکاٹکٹ آنے پر مفت۔

ریسٹورین۔ طاقت اور امساک پیدا کرنے کی حیرت انگیز دوا ہے۔ قیمت دو روپیہ

پتہ:۔ ریسٹورین لیبارٹری قادیان۔ پنجاب۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۵ قادیان دارالامان مورخہ ۲۱ ماہ وفا ۱۳۱۹ھ مطابق ۲۱ جولائی ۱۹۴۰ء نمبر ۲۷

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۵ جولائی ۱۹۴۰ء

صرف اعتراض کرنا کافی نہیں

غیر مبایعین مقابلہ میں قبولیت دعاء کا نشان دکھائیں

فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

(مرتبہ شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

۲۶ مئی ۱۹۴۰ء کو بعد نماز عصر مسجد اقصیٰ میں ایک تقریر کرتے ہوئے میں نے بیان کیا تھا۔ کہ "مجھے تو یقین کامل ہے۔ کہ اگر انگریز سچے طور پر توحید کا اقرار کرکے مجھ سے دعا کی درخواست کریں۔ تو اللہ تعالےٰ ان کی فتح کے سامان پیدا کردے گا"۔ (الفضل ۲۸ جون ۱۹۴۰ء)

جو لوگ روحانی امور سے ناواقف ہیں۔ اور ان باتوں سے بالکل جاہل ہیں۔ ان کا ایسی باتوں پر

تمسخر اور ہنسی کرنا

کوئی بعید امر نہیں۔ اور اس سے قبل میں یہ بھی کہہ چکا ہوں۔ کہ:۔

"ابھی ان کے دماغ اس مقام پر نہیں آئے۔ کہ وہ اس حقیقت کو سمجھیں۔ بلکہ اس وقت اگر کسی انگریز کے سامنے میری اس تقریر کا یہ حصہ رکھ دیا جائے۔ تو وہ کہے گا۔ یہ کوئی پاگل ہے۔ جو پاگل خانے سے چھوٹ کر آیا ہے۔ کیا ہماری حفاظت کے لئے ہمارے پاس توپخانے اور بحری بیڑے اور ہوائی جہاز اور بڑے بڑے اسلحہ موجود نہیں۔ اور اگر ان ہتھیاروں کے باوجود ہمیں فتح حاصل نہ ہو۔ تو اسکی دعا سے کس طرح ہو سکتی ہے"۔ (الفضل ۶ اکتوبر ۱۹۳۹ء)

لیکن اس کے متعلق

انگریزی قوم کے کسی فرد کی طرف سے

تو کچھ نہیں کہا گیا۔ اور شاید وہ کچھ نہ کہیں۔ کیونکہ ان تک ہماری آواز اچھی طرح پہنچی بھی نہ ہوگی ہاں

ایک ذمہ وار افسر کے متعلق

مجھے اطلاع ملی ہے۔ کہ اس کے سامنے جب یہ بات پیش ہوئی۔ کہ مجھے دعا کے لئے لکھا جائے۔ تو برطانیہ کو اللہ تعالےٰ فتح دے دیگا۔ تو اس کے بعض مشیروں نے کہا۔ کہ شاید اس طرح ہندوستان کی باقی اقوام میں بدمزگی پیدا ہو۔ کہ ان کو کیوں لکھا گیا ہے۔ اور بعض انگریز افسروں کی طرف سے یہ خیال ظاہر کیا گیا۔ کہ اگر جماعت کی طرف سے کوئی ایسی تحریک کی جائے۔ تو پھر حکومت کی طرف سے بھی لکھا جا سکتا ہے۔ مگر ہمارا اپنا کوئی ایسی بات لکھنا تو بے وقوفی کی بات ہے۔ ایسی بات عام رنگ میں تو کہی جا سکتی ہے۔ مگر

معیّن صورت

میں یہ کہنا کہ ہمیں دعا کے لئے لکھا جائے۔ اس کی غرض کو باطل کر دیتا ہے۔ لیکن پھر بھی مجھے اتنا علم ہے۔ کہ انگریز قوم نے اس پر ہنسی نہیں اڑائی بلکہ نہایت ذمہ وار افسروں کے سامنے جب یہ بات پیش ہوئی۔ تو انہوں نے اس پر

نیم آمادگی کا اظہار

کیا۔ اور صرف اس بات سے ڈرے۔ کہ دوسری قومیں یہ نہ کہیں۔ کہ صرف احمدیوں کو دعا کی درخواست کے لئے کیوں چنا گیا ہے۔ مگر باوجود اس بعد کے جو اس قوم کو روحانی امور سے ہے۔ اور باوجود اس بعد کے جو اس قوم کی شان و شوکت کو ہماری بے کسی اور بے سروسامانی سے ہے۔ ان کا دعا کی طرف اتنا رجحان بھی ممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ کو پسند آجائے۔ اور وہ اسی وجہ سے ان پر رحم کردے بہر حال انہوں نے اس بات کی ہنسی نہیں اڑائی ہاں بعض ہندوستانیوں نے بھی جو سچائی سے ویسے ہی دور ہیں۔ جیسے یہ لوگ۔ اس پر ہنسی اڑائی ہے۔ مگر وہ چونکہ ناواقف اور جاہل ہیں۔ اس لئے مجھے ان پر تعجب نہیں۔ لیکن "الفضل" میں یہ پڑھ کر مجھے تعجب ہوا۔ کہ

ہمارے پیغامی بھائی صاحبان

نے بھی اس خیال کی ہنسی اڑائی ہے کہ کسی کی دعا قبول ہو سکتی ہے۔ تعجب ہے۔ کہ وہ قوم جس نے رات دن معجزات دیکھے۔ وہ قوم جو رات دن دعا کی قبولیت کے نشان دیکھتی رہی وہ لوگ جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی باتوں کو پڑھتے اور ان کی تفسیریں اور تشریحیں لکھتے ہیں۔ وہ جنہوں نے آپ کا وہ فقرہ کئی بار پڑھا ہوگا۔ کہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ کہ ان کے جسم پر مٹی پڑی ہوتی ہے۔ ان کے بال بکھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ مگر جب وہ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ دیتے ہیں۔ کہ ایسا ہوگا۔ تو اللہ تعالےٰ ویسا ہی کر دیتا ہے۔ اور ان کی بات کو پورا کر کے چھوڑتا ہے۔ اس قسم کا تمسخر کرتی ہے۔ یہ بات کسی نبی۔ رسول یا مامور کے متعلق نہیں۔ بلکہ عام مومن کے متعلق ہے۔ مگر یہ وہ لوگ ہیں۔ جو

خدا تعالےٰ کا کلام

پڑھتے ہیں۔ اسکی تفسیریں شائع کرتے ہیں۔ اور پھر ان کو بیچ کر اپنی اور اپنے بیوی بچوں کی روٹی کماتے ہیں۔ جو اس میں پڑھتے ہیں۔ کہ امّن یجیب المضطر اذا دعاہ اور ادعونی استجب لکم۔ مگر پھر بھی بے پروا ہو کر اس پر سے گزر جاتے ہیں۔ خدا تعالےٰ کے کلام کے ساتھ ان کو صرف اتنا ہی واسطہ ہے۔ کہ اسے بیچ کر اس سے روٹی کما لیں۔ اور پیٹ بھر لیں۔ اور اس میں خدا تعالیٰ کے جو وعدے مومنوں سے ہیں۔ اور جس رنگ میں اسکی قدرتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ ان کو وہ نظر انداز کر دیتے اور بھول جاتے ہیں۔ ان کی نگاہ

ہماری ظاہری حالت

پر پڑتی ہے۔ جو ہندوستان میں ادنیٰ سے ادنیٰ اقوام کے برابر بھی نہیں۔ ہریجنوں کے ریزولیوشن حکومت کے نزدیک زیادہ وقیع ہوتے ہیں۔ مگر ہمارے نہیں۔ حالانکہ ہریجن وہی لوگ ہیں۔ جنہیں چوہڑے اور چمار کہا جاتا ہے۔ حکومت صرف تعداد کو دیکھتی ہے۔ وہ ہندوستان میں سات کروڑ ہیں۔ اور اگر حکومت کو ضرورت پیش آئے۔ تو اسے سات لاکھ والنٹیئر مہیا کر سکتے ہیں۔ اور حکومت کی نظر میں دل کے اخلاص اور تقوےٰ سے یہ چیز زیادہ قیمتی ہے۔ اس لئے وہ

احمدیوں سے زیادہ ہریجنوں کی قدر

کرتی ہے۔

۱۹۳۵ء میں ایک جگہ احمدی سپاہیوں کو تکلیف تھی۔ میں شملہ میں تھا۔ اور میں نے ذوالفقار علی خاں صاحب یا چودھری محمد ظفر اللہ خاں صاحب ایڈجوٹنٹ جنرل کے پاس بھیجا۔ کہ ان کے سامنے احمدیوں کی یہ تکالیف پیش کر کے ازالہ کرائیں۔ اور ان کو بتائیں کہ یہ لوگ

حکومت کے وفادار

ہیں۔ انہوں نے ساری عمریں فوجی سروس میں گذار دی ہیں۔ اور اب بعض افسر دوسرے لوگوں کے شور مچانے پر ان کو نکالنا چاہتے ہیں۔ وہ ملے۔ اور یہ باتیں پیش کیں۔ ایڈجوٹنٹ جنرل نے کہا۔ کہ ہم جانتے ہیں۔ کہ آپ کی جماعت کے لوگوں پر ظلم ہوتے ہیں۔ اور کہ وہ مدد کے مستحق ہیں۔ لیکن ہمیں ہندوستان میں تین لاکھ فوج چاہیئے۔ اگر ہم آپ لوگوں کی پروا کریں۔ تو دوسرے ناراض ہو جاتے ہیں۔ ہم آپ کو خوش کر دیتے ہیں۔ مگر کیا آپ لوگ ہمیں

تین لاکھ سپاہی

مہیا کر دیں گے۔ اس بات کا جواب وہ کیا دے سکتے تھے۔ تو گورنمنٹ پر جن باتوں کا اثر ہو سکتا ہے۔ وہ چونکہ ہمارے پاس نہیں۔ اس لئے اس کے نزدیک ہریجن بھی ہم سے زیادہ وقیع ہیں۔ اور اس لحاظ سے ہم خود محسوس کرتے ہیں۔ کہ

ہماری کمزوری اور ناتوانی سب قوموں سے زیادہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے۔ ہندو ملک میں کافی طاقتور ہیں۔ مگر مسلمانوں کی تعداد بھی سات آٹھ کروڑ ہے۔ اس لئے ان کی آواز بھی بے اثر نہیں۔ بعض صوبوں میں مسلمانوں کی طاقت زیادہ ہے۔ پنجاب میں سکھوں کی آواز بھی بے اثر نہیں۔ کیونکہ ان کی تعداد تیس چالیس لاکھ ہے۔ ادنےٰ اقوام کہلانے والے غریب ہیں۔ مگر ان کی آواز بھی بے اثر نہیں۔ کیونکہ ان کی تعداد سات کروڑ ہے۔ حکومتوں کو ہر وقت روپیہ ہی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بلکہ بعض اوقات آدمیوں کی بھی ہوتی ہے۔ روپیہ کے لئے جہاں اسے سرمایہ داروں ساہوکاروں اور کارخانہ داروں کی ضرورت پڑتی ہے۔ وہاں

فوجی بھرتی کے وقت

اسے مسلمانوں۔ سکھوں اور ہندوؤں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور مزدوری نیز کُلّی اور فوجی کاموں کے لئے ہریجنوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ مگر اس کی کونسی ضرورت ایسی ہے۔ جسے احمدی جماعت پورا کر سکتی ہے۔ ہم حکومت کو روپیہ نہیں دے سکتے۔ فوجی سپاہی نہیں دے سکتے۔ مزدور نہیں دے سکتے۔ پھر وہ ہماری کیا قدر کر سکتی ہے۔ کیونکہ جن چیزوں کے بغیر اس کا گذارہ نہیں۔ ان میں سے کوئی بھی ہم مہیا نہیں کر سکتے۔

قومی لیڈروں کو

بھی ان چیزوں کی ہی ضرورتیں پیش آتی ہیں۔ ان کو روپیہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے وہ روپیہ والوں سے صلح پر مجبور ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ گاندھی جی اپنے چرخہ کے باوجود مسٹر برلا کے ہی مہمان ٹھہرتے ہیں۔ اور کچھ عرصہ ہؤا۔ جب ایکسچینج مارکٹ کے متعلق سوال ہؤا۔ تو آپ نے صاف کہہ دیا تھا۔ کہ اگر میں ان

تاجروں کی مخالفت

کروں۔ تو گاندھی نہیں رہ سکتا۔ وہ ہریجنوں کو بھی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ کیونکہ وہ بھی ان کی طاقت کو بڑھانے کا موجب ہیں۔ مگر کونسی چیز ہمارے پاس ایسی ہے۔ جس کے لئے سیاسی لیڈر ہماری طرف توجہ کر سکتے ہیں۔ ہمارے پاس نہ روپیہ ہے۔ اور نہ آدمی۔ اور نہ ہی ہماری آواز کوئی اثر رکھتی ہے۔ پھر ظاہری مذہبی لیڈر جو ہوتے ہیں۔ ان کے لئے بھی اسی قسم کی چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ چاہتے ہیں۔ کہ جب وہ کوئی فتویٰ دیں۔ تو ہزاروں۔ لاکھوں لوگ لٹھ لے کر ان کی تائید میں کھڑے ہو جائیں۔ لیکن اگر وہ احمدیوں سے صلح رکھیں۔ تو لوگ ان سے دور بھاگ جائیں۔ پھر وہ کس طرح ہماری طرف توجہ کر سکتے ہیں۔ پھر

علمی لیڈروں کی نگاہ میں

بھی احمدی محض بے کار ہیں۔ وہ لوگ جس فلسفہ اور علم النفس کو دنیا میں قائم کرنا چاہتے ہیں۔ جن اخلاق کی پابندی کرانا چاہتے ہیں۔ جو حریت و آزادی دماغوں میں پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک چیز کی احمدیت دشمن ہے۔ پھر اگر وہ اس کی قدر کریں۔ تو کیونکر۔ اس لئے وہ بھی اسے بے کار سمجھتے ہیں۔ اور یہ لوگ ایسا سمجھنے میں کچھ معذور بھی ہیں۔ کیونکہ ان کا نقطۂ نگاہ بالکل مختلف ہے۔ مگر جو شخص احمدی کہلاتا ہے۔ اسے اس بات کو اس نقطۂ نگاہ سے دیکھنا چاہیئے تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں اس لئے مبعوث ہوئے ہیں۔ کہ

بنی نوع انسان کا تعلق خدا تعالیٰ سے

دوبارہ قائم کر دیں۔ اور دوبارہ دنیا کو دعا کی قبولیت کا قائل کریں۔ اس لئے اس کا یہ تو حق تھا۔ کہ کہتا۔ تم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کے خلاف چلنے والے ہو۔ اس لئے خدا تعالےٰ تمہاری دعا کبھی نہیں سن سکتا۔ اگر اہل برطانیہ جنگ میں کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو ان کو چاہیئے۔

مولوی محمد علی صاحب سے دعا کرائیں

کیونکہ ہر احمدی کا یہ ایمان ہونا چاہیئے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوئی نمونہ تو چھوڑا ہے۔ اسے یا تو یہ ماننا پڑے گا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جس غرض کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ اس میں ناکام رہے۔ اور یا پھر یہ ماننا ہوگا۔ کہ کوئی نہ کوئی فریق ایسا ہے۔ جس کی دعائیں اللہ تعالیٰ ضرور سنتا ہے۔ خواہ وہ میں اور میرے ساتھی ہوں۔ یا مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء۔

پس جب میں نے یہ بات کہی تھی۔ تو ان کا یہ حق تھا۔ کہ کہتے۔ تم نے احمدیت کو بگاڑ دیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کو چھوڑ دیا ہے۔ اس لئے تمہاری دعا اللہ تعالےٰ نہیں سنے گا۔ اور مضمون نگار صاحب یا خود مولوی محمد علی صاحب اعلان کر دیتے۔ کہ میری دعا اللہ تعالیٰ سنے گا۔ مگر افسوس کہ انہوں نے اس چیز کی تردید کی۔ جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے تھے۔ اب بھی یہ مضمون نگار بڑی خوشی سے یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ تمہاری دعا نہیں سنے گا۔ بلکہ میری سنے گا۔ یا ان کا کوئی لیڈر اعلان کر دے۔ کہ میری سنے گا۔ اور پھر معلوم ہو جائے گا۔ کہ خدا تعالیٰ کس کی سنتا ہے۔

خدا تعالےٰ کے سننے کے آثار

بھی ظاہر ہو جاتے ہیں۔ مجھے اس جنگ کے متعلق اس نے بیسیوں ایسی باتیں قبل از وقت بتائیں۔ جن کے سینکڑوں لوگ گواہ ہیں۔ اور وہ باتیں اب پوری ہو رہی ہیں۔ ان کے اعلان کے بعد اگر اللہ تعالیٰ ان کو زیادہ اخبار غیبیہ سے آگاہ کرے گا۔ تو معلوم ہو جائے گا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سچے اتباع وہ ہیں۔ کیونکہ خدا تعالےٰ جس سے کام لینا چاہتا ہے اس کو

پیش آنے والے حالات سے آگاہ

بھی کرتا ہے۔ میں نے بتایا تھا۔ کہ ایک بادشاہ رؤیا میں مجھے دکھایا گیا۔ اور الہام ہؤا۔

Abdicated

اس کے بعد ایک اور بادشاہ کے متعلق مجھے خبر دی گئی۔ کہ اسکی فلاں بیماری ایک دوسری بیماری کے نتیجہ میں ہے۔ اور اسکی خبر اسے دے دی گئی ہے۔ اسی طرح

انگلستان کا فرانس کو اتحاد کا پیغام

سخت خطرہ کی حالت میں دینا بھی مجھے قبل از وقت بتایا گیا۔ جو غیر معمولی رنگ میں پورا ہؤا۔

تو اللہ تعالےٰ کی طرف سے قبولیت دعا کے آثار بھی ظاہر ہو جایا کرتے ہیں۔ جس سے معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ وہ کس کی دعائیں سنتا ہے۔ اور پیغامی یہ طریق اختیار کر سکتے تھے۔ کہ میرے مقابل پر

اپنی دعاؤں کی قبولیت کا اعلان

کر دیتے۔

یہ طریق ہے۔ جس سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت بھی قائم ہوتی۔ اور ان کی صداقت بھی ظاہر ہو جاتی۔ مگر افسوس کہ تلوار ہم پر نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر چلاتے ہیں۔ جس طرح ابن زبیر نے کہا تھا۔ کہ اقتلونی و مالک۔ یعنی مجھے اور مالک کو اکٹھے مار دو۔ اس نے تو نیک کام کے لئے کہا تھا۔ مگر یہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مارنا چاہتے ہیں۔ جب بھی یہ کوئی حملہ کرتے ہیں۔ ایسے رنگ میں کرتے ہیں۔ کہ ساتھ ہی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عزت پر

بھی پانی پھر جائے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کو شعائر اللہ کا کتنا خیال رہتا تھا۔ اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے۔ کہ مکہ کے شعراء جب ایسی نظمیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے خاندان کی سخت ہتک ہوتی تھی۔ لکھنے میں حد سے بڑھ گئے۔ تو ایک روز حضرت حسان نے آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ اب تو یہ توہین حد سے بڑھ گئی ہے۔ اور ناقابل برداشت ہو گئی ہے۔ اس لئے مجھے اجازت دیجئے۔ کہ میں بھی جواب دوں۔ اہل عرب اچھی زبان پر مرتے تھے۔ اور اچھا شعر خواہ کسی کا ہو۔ سارے ملک میں پھیل جاتا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ حسان میں جواب کی اجازت کیسے دے سکتا ہوں۔ میرے اور ان لوگوں کے باپ دادا ایک تھے۔ ان کے باپ دادا کے لئے جو لفظ استعمال کیا جائے گا۔ وہ میرے باپ دادا کو بھی لگے گا۔ حضرت حسان نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ میں اس بات کو اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ مگر میں حضور اور حضور کے خاندان سے ان لوگوں کو اس طرح باہر رکھوں گا۔ جس طرح مکھن سے بال علیحدہ کر لیا جاتا ہے۔ مگر ان لوگوں کا طریق یہ ہے۔ کہ جب بھی کوئی حملہ کرتے ہیں۔ وہ صرف مجھ پر ہی نہیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی ہوتا ہے۔ آپ کا مرتبہ نبی اور رسول نہ سہی۔ مجدد اور مامور ہی سہی۔ مگر کیا مجدد اور مامور دنیا میں نیکی کا کوئی نشان چھوڑتے ہیں۔ یا

ان کے بعد تاریکی ہی تاریکی

باقی رہ جاتی ہے۔ یہاں نبوت اور رسالت کا سوال نہیں۔ کسی بڑے عہدے کا سوال نہیں۔ لیکن اس سے وہ انکار نہیں کر سکتے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان حدیثوں کو اپنے اوپر چسپاں کیا ہے۔ جن میں تمام انبیاء نے ایک مامور کی خبر دی ہے۔ مگر میں کہتا ہوں۔ تم آپ کو نبی اور رسول نہ کہو۔ مجدد اور مامور بھی نہ کہو۔ ایسا مسلمان ہی کہہ لو۔ جس کی آمد کی سب نبیوں نے خبر دی ہے۔ اور پھر بتاؤ۔ کہ کیا ایسا مسلمان اپنے پیچھے

کوئی نیکی

بھی چھوڑے گا۔ یا تاریکی ہی تاریکی۔ تم اس نیکی کے مقام کو پیش کر دو۔ اور کہو۔ کہ یہ مقام ہمیں حاصل ہے۔ ہمارے متعلق کہہ دو۔ کہ تم تاریکی میں پڑے ہوئے ہو۔ اور پھر وہ تائیدات اور نصرتیں پیش کرو۔ جو اللہ تعالیٰ نے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دی تھیں۔ یہ تائیدات ایسی نہ سہی۔ جیسی آپ کو حاصل تھیں۔ ان سے بہت کم سہی۔ ہم مانتے ہیں۔ کہ

کسی مامور کے اتباع کا درجہ

وہی نہیں ہو سکتا۔ جو اس کو حاصل ہو۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعاؤں کی قبولیت کا نشان جو آپؑ نے نیچریوں اور دہریوں کے مقابل پر پیش کیا۔ وہ کچھ نہ کچھ تو دنیا کے سامنے پیش کرو۔ اگر یہ نشان آپ کی ذات پر ہی ختم ہو چکا۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی دعاؤں کی قبولیت کے بعد آپ کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ اگر قصوں پر ہی مدار تھا۔ تو پھر وہ پہلے قصے ہی کافی تھے۔ لیکن یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ عرفان کو قائم رکھنے کے لئے ایسے نشانات ہر وقت ضروری ہوتے ہیں۔ جو کامل مومن اور صالح مومن بھی اپنے بعد چھوڑ جاتے ہیں۔ ایسے مومن کا بھی کچھ نہ کچھ نشان قائم رہنا چاہیئے۔ مولوی محمد علی صاحب نے جو تفسیر قرآن لکھی ہے۔ اس میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کاسہ لیسی

میں کئی جگہ یہ بات دیگر مذاہب کے بالمقابل پیش کی ہے۔ کہ کیا خدا تعالےٰ سو گیا ہے۔ کہ اب بندے ہی سب کام کریں گے۔ اس نے کوئی نہیں کرنا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بار بار یہ بات اپنی کتابوں میں پیش کی ہے۔ اور بتایا ہے۔ کہ دوسرے مذاہب سب

بندوں کے کام

ہی پیش کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کا کوئی فعل پیش نہیں کرتے۔ مگر قرآن کریم فرماتا ہے۔ کہ یہ ھدًی للمتقین ہے۔ ایک مومن اور متقی انسان جب اپنے خدا کو پکارتا ہے۔ تو وہ بھی اسے جواب دیتا ہے۔ یہ ایک

اسلام کا امتیازی نشان

آپ نے پیش کیا ہے۔ اور مولوی محمد علی صاحب نے اپنی تفسیر میں بیسیوں آیات کی تشریح میں یہ بات پیش کی ہے۔ اگر ان کے نزدیک تفسیر ہی سب سے بڑا کام ہے۔ جس کی کوئی نظیر نہیں مل سکتی۔ تو کیا اس کے مقابلہ میں خدا تعالیٰ نے بھی ان کی طرف ہاتھ بڑھانا تھا یا نہیں۔ کیا اس کے لئے کوئی کام ضروری تھا یا نہیں۔ ہمیں تو کوئی ضد نہیں۔ ہم تو صرف یہ کہتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تردید نہ کرو۔ آپ کی تائیدات اور نصرتوں کا حامل بے شک مولوی محمد علی صاحب یا اپنے کسی اور لیڈر کو ثابت کرو۔ اور اسے پیش کردو۔ کہ اللہ تعالےٰ اسکی دعاؤں کو سنتا ہے۔ صرف مجھ پر

اعتراضات کردینا کافی نہیں

میری تو طبیعت ایسی ہے۔ کہ ذرا سا زیادہ لقمہ کھانے سے بھی خراب ہو جاتی ہے۔ کام کرتے ہوئے ذرا سا فاقہ کرنا پڑے تو خراب ہو جاتی ہے۔ کیونکہ بچپن سے ہی میری صحت کمزور چلی آتی ہے۔ لوگ مجھ پر اعتراض کرتے رہتے ہیں۔ کہ خود کیوں بیمار ہوتے ہیں۔ کوئی بچہ یا اور عزیز بیمار ہو گیا۔ یا کوئی فوت ہو گیا۔ تو اعتراض کردیا۔ حالانکہ

میری دعائیں

کتنی ہی کیوں نہ مقبول ہوں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے زیادہ تو نہیں ہو سکتیں۔ اور گو آپ کی صحت غیر معمولی طور پر اچھی تھی۔ مگر پھر بھی آپ بیمار ہوتے تھے۔ اور آپ کے رشتہ دار بھی۔ اور آپ کے کئی بچے فوت ہوئے۔ پس یہ اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ کہ اگر تمہاری دعا اس قدر مقبول ہے۔ تو خود کیوں بیمار رہتے ہو۔ یا رشتہ دار کیوں بیمار ہوتے یا فوت ہوتے ہیں۔

مجھے افسوس ہے۔ کہ اس معترض نے میرے اس اعلان پر تمسخر اڑاتے ہوئے یہ خیال نہ کیا۔ کہ ان

دعاؤں کے متعلق قرآن کریم میں وسیع قانو

بیان ہیں۔ بعض دعائیں یقینی طور پر قبول ہو جاتی ہیں بعض یقینی طور پر رد ہوتی ہیں۔ اور بعض ایسی ہوتی ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اگر چاہے۔ تو قبول کرے۔ اور چاہے تو رد کر دے۔ پھر جو قبول ہوتی ہیں۔ ان کے متعلق بھی بعض شرائط ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بعض سنتیں اور بعض قدرتیں ہوتی ہیں۔ جو دعائیں یقینی طور پر قبول ہو جاتی ہیں۔ وہ وہی ہوتی ہیں۔ جو سنت اللہ یا

اللہ تعالےٰ کی قدرت

کے مطابق ہوں۔ اور جو رد ہوتی ہیں۔ وہ ان کے خلاف ہوتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمایا ہے۔ کہ لاغلبن انا ورسلی۔ مجھے اپنی ذات کی قسم ہے۔ کہ میں اور میرے رسول غالب آئیں گے۔ یہ خدا تعالیٰ کا قانون ہے۔ مگر کیا اس کے لئے دعا نا واجب ہے۔ کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی فتح کے لئے دعائیں نہیں کرتے تھے۔ کیا آپ یہ دعا نہ کرتے تھے۔ ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین پھر کیا یہ دعا لغو تھی۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کا یہ قانون موجود تھا۔ کہ لاغلبن انا ورسلی۔ پس ان چیزوں کی تائید میں بھی دعائیں ہوتی ہیں۔ اور وہ جزئیات کے لحاظ سے مفید بھی ہوتی ہیں۔ مثلاً اگر وہ فتح دس سال میں ہونی ہے۔ تو اس

دُعا کے ذریعہ

نو یا آٹھ سال میں ہو جائے گی۔ اور اس وجہ سے یہ دعائیں بھی بے اثر نہیں ہوتیں۔ بہرحال جو دعائیں خدا تعالیٰ کی قدرت اور سنت کے مطابق ہوں وہ ضرور قبول ہو جاتی ہیں۔ اور جو خلاف ہوں وہ ضرور رد ہو جاتی ہیں۔ مثلاً کوئی شخص خواہ کتنا نیک کیوں نہ ہو۔ اپنی جہالت کی وجہ سے اگر مُردے کے پاس بیٹھ کر دعائیں کرے۔ کہ وہ زندہ ہو جائے۔ تو یہ کبھی نہ ہوگا۔ خواہ وہ ناک رگڑ رگڑ کر مر جائے۔ کیونکہ یہ

خدا تعالیٰ کی سنت اور اسکی قدرت کے خلاف

ہے۔ تو بعض دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں۔ بعض ضرور رد ہوتی ہیں۔ اور بعض ایسی ہوتی ہیں۔ جو کبھی قبول ہو جاتی ہیں۔ اور کبھی رد۔ بعض دفعہ تو ایسے حالات پیدا ہو جاتے ہیں۔ کہ یہ دعائیں بھی ضرور قبول ہونے والی ہو جاتی ہیں۔ اور بعض دفعہ ایسے حالات ہوتے ہیں۔ کہ وہ ضرور رد ہونے والی ہو جاتی ہیں۔ مثلاً وہ دعائیں جو

پیشگوئیوں کے مطابق

ہوں۔ وہ قبول ہو جاتی ہیں۔ جیسے زید یا بکر کا اپنے دشمنوں پر فتح پانا۔ یا کسی کے ہاں لڑکا ہو جانا۔ یا مہلک مرض سے شفا پانا کوئی قانون الٰہی نہیں۔ لیکن اگر کسی ایسی بات کے متعلق کوئی پیشگوئی ہو۔ تو اس کے متعلق دعا ضرور قبول ہو جاتی ہے۔ گویا جب خدا تعالیٰ کی تقدیر سے دعا مل جائے۔ تو وہ قبول ہو جاتی ہے۔ مثلاً کسی شخص کے ہاں شادی کے بعد گیارھویں برس لڑکا پیدا ہونا ہوتا ہے۔ تو اس کے دل میں دسویں سال دعا کی تحریک ہوتی ہے۔ اور اس کی دعا قبول ہو جاتی ہے۔ اس لئے کہ خدا تعالیٰ چاہتا تھا۔ کہ اسکی عزت قائم ہو۔ اور اس کے ذریعہ اس کا فضل ظاہر ہو۔ یہ کوئی قانون نہیں۔ کہ گیارھویں سال بیٹا ہو۔ بلکہ مختلف میعادوں کے بعد ہوتے ہیں۔ ابھی ایک دوست کے ہاں اٹھارہ سال کے بعد اولاد ہوئی۔ پس جو وقت اللہ تعالیٰ کے علم میں اس کام کے متعلق ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ اگر دعا مطابقت کھا جائے۔ تو وہ ضرور قبول ہو جاتی ہے۔ کیونکہ وہ خدا تعالےٰ کے فیصلہ سے آملی۔ اس کی یہی خوبی ہے۔ کہ وہ ایسے وقت کے ساتھ شامل ہو گئی ہے۔ جب خدا تعالیٰ پہلے ہی قبول کرنے کے لئے تیار بیٹھا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ ؎

چل رہی ہے نسیم رحمت کی
جو دعا کیجئے قبول ہے آج

یہ

خدا تعالیٰ کی رحمت کی نسیم

تھی۔ اور اس نے فیصلہ کیا تھا۔ کہ آج ہم دعائیں قبول کریں گے۔ اور اس نے اپنے مسیحؑ کو بھی اس سے آگاہ کر دیا۔ کہ یہ تقدیر ہے۔ اس سے فائدہ اٹھا لو۔ اب میں نے جو یہ کہا۔ کہ

اگر انگریز قوم

سچے دل سے توحید پر قائم ہو کر مجھ سے دعا کی درخواست کرے۔ تو اسے فتح حاصل ہو گی۔ یہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئیوں اس کے کلام اور میری رؤیاؤں کے عین مطابق ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس قوم کے لئے بہت دعائیں کی ہیں۔ مگر ان قوموں نے خدا تعالیٰ کے تخت پر ایک بندے کو بٹھایا ہوا ہے۔ اس لئے خدا تعالےٰ ان کو ابتلاؤں میں ڈال رہا ہے۔ پیغامی انکار کریں۔ تو بے شک کریں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کے متعلق جو جو دعائیں کی ہیں۔ ان کے قبول ہونے میں روک ان کا شرک ہی ہے۔ اگر یہ روک جزواً یا کلاً دور ہو جائے۔ تو یہ دعائیں فوراً قبولیت کا جامہ پہن لیں گی۔ میں نے کئی رؤیا ایسے دیکھے ہیں۔ کہ میری دعاؤں سے ان کی مصیبتیں ٹل سکتی ہیں۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ میں جو دعا کرتا ہوں۔ وہ ضرور قبول ہوتی ہے۔ اگر میرے اختیار میں یہ بات ہوتی۔ تو میں ان تکلیفوں کو ہی کیوں نہ ٹال دیتا۔ جو خود ہمیں آتی ہیں۔ قرآن کریم میں ہے۔ کہ کفار آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کہتے تھے۔ کہ اگر تم خدا تعالےٰ کے اتنے ہی محبوب ہو۔ تو کیوں تمہارا فلاں کام نہیں ہو جاتا۔ مگر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ اے محمدؐ ان سے کہہ دے۔ کہ اگر میرے اختیار کی بات ہوتی۔ تو میں سب بھلائیاں اپنے ہی لئے نہ جمع کر لیتا؟ پس اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے یہ قانون نہ تھا۔ تو میرے لئے کیونکر ہو سکتا ہے۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے بھی یہی قانون تھا۔ کہ جب خدا تعالیٰ دعا قبول کرنے کے لئے تیار ہو۔ اور کسی نشان کے ذریعہ آپ کی عزت قائم کرنا چاہے۔ تو وہ ضرور قبول کر لیتا۔ تو میرے لئے یا کسی اور کے لئے اس کے خلاف کیونکر ہو سکتا ہے۔ میں تسلیم کرتا ہوں۔ کہ انگریزوں کی طاقت میں ہے۔ کہ چاہیں تو ہمیں پھانسی دے دیں۔ یا قید کر دیں۔ حالانکہ اس وقت وہ دشمن کے مقابلہ میں کمزور نظر آتے ہیں۔ مگر باوجود اس کے میرا دعویٰ ہے۔ کہ

میری دعا سے انکی مشکلات دور ہو سکتی ہیں

کیونکہ انگریزوں کا ہماری جانوں پر تصرف اور قانون کے ماتحت ہے۔ اور اس بارہ میں دعا کی قبولیت ایک اور قانون کے ماتحت ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پکڑنے کے لئے ایران کے بادشاہ نے ارادہ کیا تھا۔ مگر ابھی پکڑنے والے نہ آئے تھے۔ صرف پیغام لے کر یمن کے گورنر کے آدمی پہنچے تھے۔ مگر آپؐ نے ان سے فرمایا۔ کہ جاؤ اپنے آقا سے کہہ دو۔ کہ ہم نہیں آتے۔ تمہارے خدا کو ہمارے خدا نے مار دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس بادشاہ کے لڑکے کو تحریک کی۔ اور اسی نے اپنے باپ کو مار دیا۔ مگر احد کی جنگ میں دشمن نے آپ پر حملہ کیا۔ پتھر مارے۔ آپؐ کے دانت ٹوٹ گئے۔ سر زخمی ہو گیا۔ اور خود کی کیلیں سر میں کھب گئیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ بیہوش ہو کر گر پڑے۔ اور آپ کے اوپر بعض اور زخمی صحابہؓ گرے۔ اور صحابہ نے خیال کر لیا۔ کہ آپ شہید ہو گئے۔ اب کوئی کہے۔ کہ اگر اللہ تعالےٰ کو آپ کو اتنی عزت منظور تھی۔ کہ آپ کی خاطر ایران کے بادشاہ کو اتنی دُور مروا دیا۔ تو اس نے احد کے میدان میں کافروں کو آپ کو پتھر کیوں مارنے دیئے۔ تو یہ اعتراضات درست نہیں۔ یہ

اللہ تعالیٰ کی مصلحتیں اور حکمتیں

ہوتی ہیں۔ یہ راز ہیں۔ بعض مواقع پر وہ تھوڑی سی بات پہ پکڑ لیتا ہے۔ بعض وقت کسی مصلحت کے ماتحت ڈھیل دیتا ہے۔ تا انسان کی بے بسی اور بے سرو سامانی ظاہر ہو۔ پس میں اگر کوئی دعویٰ کرتا ہوں۔ تو اسی جگہ جب خدا تعالےٰ کہے۔ ورنہ نہیں۔ میں تو کمزور انسان ہوں۔ یہ کس طرح کہہ سکتا ہوں۔ کہ وہ میرے لئے ایسی قدرت دکھائے۔ جو اس کی طرح وسیع ہو۔ بلکہ ایسی وسیع قدرتیں تو خدا تعالےٰ نے خود اپنے لئے بھی نہیں دکھانا کیا

دنیا میں خدا تعالیٰ کی توہین اور تحقیر کرنیوالے

نہیں۔ بعض لوگوں کو یونہی فالج ہو جاتا ہے۔ مگر روس میں ایسے ڈرامے کئے جاتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کا ایک مجسمہ بنا کر بٹھایا جاتا ہے۔ اور ایک شخص لینن بن کر اس کے متعلق فیصلہ کرنے بیٹھتا ہے۔ اور لوگ خدا تعالےٰ کے متعلق اس کے سامنے یہ باتیں پیش کرتے ہیں۔ کہ یہ بڑی ظالم ہستی ہے۔ اس نے دنیا پر کئی قسم کے عذاب نازل کئے ہیں۔ یہ قحط نازل کرتا ہے۔ وبائیں بھیجتا ہے۔ اور لینن فیصلہ کرتا ہے۔ کہ اسے پھانسی دے دیا جائے۔ اور پھر اس مجسمہ کو پھانسی پر لٹکایا جاتا ہے۔ مگر ان پر خدا تعالیٰ کا عذاب نازل نہیں ہوتا۔ لیکن بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ کہ ان کے منہ سے کوئی چھوٹا سا جملہ بھی نکل جاتا ہے۔ تو وہ تباہ ہو جاتے ہیں۔ یہ مضمون بڑا وسیع ہے۔ جس کا یہ خطبہ متحمل نہیں ہو سکتا۔ قرآن کریم نے اسے کھول کر بیان کیا ہے۔ قرآن کریم نے اسے کھول کر بیان کیا ہے۔ پس میں اس

نادان معترض سے

کہتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر حملہ نہ کرو۔ آپ اسی قسم کے نشان دکھانے آئے تھے۔ اور ایسے بندے پیدا کرنا آپ کا ایک مقصد تھا۔ جن کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ دنیا میں بڑے بڑے انقلابات پیدا کر دے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ ؎

چو پیش آں بروی کارِ یک دعا باشد

اس کا مطلب یہی ہے۔ کہ جو کام ساری دنیا نہیں کر سکتی۔ وہ ایک دعا سے ہو جاتا ہے۔ مگر اس کے یہ معنے بھی نہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہر دعا کو ضرور قبول کر لیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا صاحبزادہ مبارک احمدؓ فوت ہوا۔ مولوی عبدالکریم صاحب فوت ہوئے۔ آپ نے دعائیں بھی کیں۔ مگر وہ فوت ہو گئے۔ اور یہ بھی آپ کا ایک نشان ہے۔ کیونکہ مرزا مبارک احمدؐ صاحب کے متعلق آپ نے قبل از وقت بتا دیا تھا۔ اور جب کوئی بات قبل از وقت کہہ دی جاتی ہے۔ تو وہ نشان بن جاتی ہے۔ پس نہ تو یہ ہوتا ہے۔ کہ ہر دعا قبول ہو جاتی ہے۔ اور نہ ہر ردّ ہوتی ہے۔ ہاں جو دعا وہ قبول کرنے کا فیصلہ کرے۔ وہ ضرور قبول ہوتی ہے۔ اسے کوئی رد نہیں کر سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ ؎

جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ میں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

بہر حال اللہ تعالےٰ کے جو فضل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ نازل ہوئے۔ ان کا جاری رہنا ضروری ہے۔ پیغامیوں کا یہ حق تو ہے کہ کہہ دیں۔ یہ تمہارے ذریعہ جاری نہیں ہو سکتے۔ مگر یہ ضروری ہے۔ کہ وہ میرے مقابلہ پر اپنے امام یا لیڈر کو پیش کریں۔ اور کہیں۔ کہ اس کے ذریعہ ان فضلوں کا اظہار ہوتا ہے۔ اور اگر واقعی خدا تعالیٰ اس کے ذریعہ آئندہ کے امور کے متعلق خبریں ظاہر کرے۔ اور اسکی دعاؤں کو غیر معمولی طور پر سُنے تو ہم مان لیں گے۔ کہ ہم کو غلطی پر تھے۔ لیکن

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت

ثابت ہے۔ مگر یہ لوگ تو دروازہ ہی بند کرتے ہیں۔ کیا عجیب بات ہے۔ کہ ان کے عقیدہ کے مطابق آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آئے۔ تو نبوت بند ہو گئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آئے۔ تو دعا کی قبولیت کا دروازہ بند ہو گیا۔ اور اب کوئی تیسرا مامور آیا۔ تو شاید ایمان بھی بند ہو جائیگا۔ اور دنیا میں صرف کفر ہی کفر رہ جائے گا۔ خدا تعالیٰ کی مُہر تو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام سے ثابت ہے۔ رحمت کے دروازے کھول دیتی ہے۔ مگر مولوی محمد علی صاحب نے ایک ایسی مُہر ایجاد کی ہے۔ کہ ہر بھلائی اور خیر کا دروازہ بند کیا جا رہا ہے۔

ثنائی مشن!

کیا مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری فی الواقع مباہلہ کے لئے تیار ہیں؟

اخبار "فاروق" ۲۸ ہجرت (مئی) کے پرچے میں میں نے ایک نوٹ لکھا تھا۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری ہمیشہ ہی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابل مباہلہ سے راہ فرار اختیار کرتے رہے۔ مگر آخری مرتبہ خدا تعالےٰ نے خود مولوی صاحب سے ہی حق و باطل میں امتیاز کے لئے یہ طریق فیصلہ پیش کرا دیا۔ کہ:۔

"خدا تعالےٰ جھوٹے۔ دغاباز۔ مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے۔ تاکہ وہ اس مہلت میں اور بھی برے کام کر لیں"۔ (اخبار اہلحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء)

چنانچہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو وفات دے کر اور مولوی ثناء اللہ صاحب کو لمبی عمر دے کر ظاہر کر دیا۔ کہ ان الفاظ کا کون مصداق ہے؟

اس کے ساتھ ہی میں نے عیسائی رسالہ "اخوت" لاہور ماہ مئی ۱۹۴۰ء صفحہ ۱۴ سے ایک نوٹ جو مولوی ثناء اللہ صاحب کی بیماری پر ان کی درازی عمر کے لئے ایڈیٹر رسالہ "اخوت" نے لبطور نتیجہ لکھا تھا۔ درج کیا تھا۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ:۔

"آپ (یعنی مولوی ثناء اللہ صاحب۔ ناقل) کی درازی عمر کا ایک علاج ہمیں (ایڈیٹر رسالہ "اخوت" کو) بھی سُوجھا ہے۔ اور وہ یہ کہ برادرانِ اسلام جناب خلیفہ قادیان کے ساتھ آپ کا فوراً ایک مباہلہ کرائیں۔ پھر دیکھیں۔ کہ مولوی صاحب صحتیاب ہوتے ہیں یا نہیں"۔

عیسائی رسالہ "اخوت" لاہور کے اس نوٹ کی بناء پر میں نے "فاروق" میں شائع شدہ مضمون کا عنوان ہی یہ رکھا تھا۔ کہ:۔ "کیا مولوی ثناء اللہ صاحب کے عقیدتمند مسلمان ان کی درازی عمر کے لئے مباہلہ کے نسخہ کو عمل میں لائیں گے"۔ اور اسکی وجہ یہی تھی۔ کہ مولوی صاحب کہنے کو تو کہہ دیتے ہیں۔ کہ میں مباہلہ کے لئے تیار ہوں۔ مگر موقعہ پر آ کر گریز کر جاتے ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کو توجہ دلائی تھی۔ جیسا کہ رسالہ "اخوت" نے بھی "برادرانِ اسلام" سے خطاب کیا تھا۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کا فوراً ایک مباہلہ کرائیں۔

مولوی صاحب نے حسب دستور سابق ۲۱ رجون کے اخبار "اہلحدیث" میں "میں خلیفہ قادیان سے مباہلہ کرنے کو تیار ہوں" کے زیر عنوان میرے مضمون کے جواب میں مباہلہ کرنے پر آمادگی ظاہر کی ہے مگر یہ آمادگی اسی طرح ہے۔ جس طرح وہ پہلے کیا کرتے ہیں۔ مولوی صاحب کا فرض تھا۔ کہ اگر وہ واقعی میں مباہلہ کے لئے تیار ہیں۔ تو وہ یہ بھی لکھ دیتے۔ کہ مجھے جماعت احمدیہ کی طرف سے پیش کردہ شرائط مباہلہ منظور ہیں۔ اور میں ان کے مطابق مباہلہ کے لئے تیار ہوں۔ کیونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لٹریچر کے حافظ ہونے کا دعویٰ کرتے رہتے ہیں۔ اگر ان کا یہ دعویٰ صحیح ہے۔ تو ان کو معلوم ہوگا۔ کہ سیدنا حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مباہلہ کا کھلا چیلنج موجود ہے۔ اور اسکی شرائط بھی بارہا چھپ چکی ہیں۔ مثلاً

اول۔ جناب خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی اور ان کے مریدوں کے میدانِ مباہلہ میں نکلنے کی آمادگی پر جو شرائط جماعت احمدیہ کی طرف سے پیش کی گئیں۔ وہ اخبار "الفضل" ۱۸ دسمبر ۱۹۱۷ء میں شائع شدہ موجود ہیں۔

دوم:۔ پھر علمائے دیوبند کے ساتھ پیش کردہ مباہلہ کی شرائط "الفضل ۲۲ فروری ۱۹۱۹ء" میں مطبوعہ موجود ہیں۔

سوم:۔ جب مولوی ثناء اللہ صاحب کے ہم عقیدہ یعنی سید محمد شریف صاحب گھڑیالوی امیر جماعت اہلحدیث صوبہ پنجاب نے چیلنج مباہلہ دیا۔ تو اس موقعہ پر بھی سیدنا حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان دنوں کے پوسٹروں میں خصوصاً ۱۹ مارچ ۱۹۳۲ء کے اشتہار میں اپنی طرف سے شرائط مباہلہ شائع فرما دی تھیں۔

چہارم۔ اور پھر جب حال ہی میں "احرار" سے مباہلہ کے متعلق بات چیت ہوئی۔ تو اس وقت بھی جو حضور نے شرائط مباہلہ پیش فرمائیں۔ وہ حضور کے خطبہ جمعہ مورخہ ۳۰ اگست ۱۹۳۵ء کے علاوہ ۳۰ اکتوبر۔ ۷ نومبر اور ۲۱ نومبر ۱۹۳۵ء کے پمفلٹوں میں شائع ہو چکی ہیں۔ اور ان میں وہی شرائط ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تصریحات کے مطابق ہیں۔ اور جن کی پابندی خود مولوی ثناء اللہ صاحب نے بھی زیر نظر مضمون میں بالفاظ ذیل لگادی ہے۔ کہ:-

"ہم خلیفہ قادیان سے مباہلہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ بشرطیکہ وہ اپنے والد ماجد مرزا صاحب متوفّی کی تصریح کے مطابق مباہلہ کریں۔ وہ تصریح یہ ہے۔ کہ مباہلے سے پہلے ازالہ شکوک کے لئے مباحثہ ہونا ضروری ہے۔ دیکھو ازالہ اوہام طبع اول صفحہ ۶۳۸" (اہلحدیث ۲۱ جون سنہ ۱۹۴۰ء صفحہ ۶)

پس جبکہ ہماری طرف سے شرائط مباہلہ شائع شدہ موجود ہیں۔ اور مولوی صاحب کی عاید کردہ پابندی کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصریحات کے مطابق ہی وہ شرائط لکھی گئی ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب ان شرائط سے احتراز کریں۔ مثلاً مولوی صاحب نے خود ہی ازالہ اوہام صفحہ ۶۳۸ کی جس تصریح کی پابندی لگائی ہے۔ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے مباہلہ کے لئے یہ ضروری قرار دیا گیا ہے۔ کہ:-

"مباہلہ میں جماعت کا ہونا بھی ضروری ہے۔ نص قرآن کریم جماعت کو ضروری ٹھہراتی ہے۔ لیکن میاں عبدالحق نے اب تک ظاہر نہیں کیا۔ کہ مشاہیر علماء کی جماعت اس قدر میرے ساتھ ہے۔ جو مباہلہ کے لئے تیار ہے۔ اور نساء ابناء بھی ہیں۔ پھر جب شرائط مباہلہ متحقق نہیں۔ تو مباہلہ کیونکر ہو۔ اور مباہلہ میں یہ بھی ضروری ہے۔ کہ اول ازالہ شبہات کیا جاوے۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۶۳۸)

پس مباہلہ کے لئے مولوی ثناء اللہ صاحب نے جو ازالہ شکوک کی شرط ازالہ اوہام سے پیش کی ہے۔ یہ شرط تو ہماری ان شرائط میں پہلے سے موجود ہے۔ جو مندرجہ بالا چار مواقع پر پیش کی گئی ہیں۔ مگر وہ یہ تو بتائیں۔ کہ کیا وہ باقی ان تمام شرائط کو بھی تسلیم کرتے ہیں۔ جن میں جماعت احمدیہ اور جماعت اہلحدیث کے مسلمہ قائم مقام کے علاوہ مشاہیر علماء اور جماعت کا نساء اور ابناء سمیت حاضر مباہلہ ہونا ضروری شرائط میں سے قرار دیا گیا ہے؟

میں یہ بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ گو مولوی ثناء اللہ صاحب نے یہ اعلان کر دیا ہے۔ کہ "میں مباہلہ کرنے کو تیار ہوں"۔ مگر نہ صرف یہ کہ انہوں نے جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع شدہ شرائط مباہلہ کی منظوری یا عدم منظوری کا اعلان نہیں کیا۔ بلکہ انہوں نے ابھی سے ایسا رنگ اختیار کر لیا ہے۔ کہ جس کی بنا پر یہ وثوق سے کہا جا سکتا ہے۔ کہ وہ اپنے اعلان پر قائم رہتے ہوئے ہرگز مباہلہ نہیں کریں گے۔ مثلاً مولوی صاحب لکھتے ہیں:-

"مباہلہ اس طرح ہوگا۔ کہ میں کہوں گا۔ کہ میں مرزا صاحب متوفی کو ان کے دعویٰ مسیحیت موعودہ اور مہدویت مسعودہ میں سچا نہیں جانتا۔ میرے مقابلہ میں خلیفہ صاحب قادیان یوں کہیں گے۔ کہ میں مرزا صاحب کو ان کے دعویٰ مسیحیت ومہدویت میں سچا سمجھتا ہوں۔ اس کے بعد ہم دونوں بحکم فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین یوں گویا ہوں گے۔ کہ ہم میں سے جو فریق جھوٹا ہے۔ اس پر ہم خدا کی لعنت ڈالتے ہیں"۔ (اہلحدیث ۲۱ جون صفحہ ۶)

اول تو اس عبارت سے یہ ظاہر ہے۔ کہ مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف ازالہ اوہام صفحہ ۶۳۸ کی تصریح کے مطابق جو مباہلہ کرنے کا ادّعا کیا ہے۔ وہ محض مغالطہ دہی کے لئے کیا ہے۔ تا لوگوں پر یہ ظاہر ہو۔ کہ مولوی صاحب تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان فرمودہ شرائط کے مطابق مباہلہ کرنے کو تیار ہیں۔ مگر جماعت احمدیہ خود ہی اپنے امام کی شرائط کو تسلیم نہیں کرتی۔

حالانکہ معاملہ برعکس ہے۔ یعنی ازالہ اوہام کی منقولہ بالا عبارت سے یہ امر روشن ہے۔ کہ ازالہ شبہات کی شرط کے علاوہ مباہلہ میں جماعت اہلحدیث کے مسلمہ قائم مقام کے ساتھ مشاہیر علماء اور جماعت کا ہونا بھی بنص قرآن کریم ضروری اور لازمی ہے۔ اور ساتھ ہی نساء اور ابناء بھی واجبی ہیں۔ مگر نہ صرف یہ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے یہ نہیں بتایا۔ کہ میں اس قدر مشاہیر علماء اور اس قدر اشخاص کے ساتھ اور جماعت اہلحدیث کا مسلمہ قائم مقام بن کر مباہلہ کے لئے نساء و ابناء کے ساتھ آؤں گا۔ بلکہ عبارت زیر بحث میں وہ صرف اپنی ذات اور حضرت امام جماعت احمدیہ کی ذات مطہر کی شمولیت ہی کافی سمجھتے ہیں۔ جو پہلے سے ہی مباہلہ سے گریز کی بنیاد رکھدی گئی ہے۔

دوسرے یہ امر بھی قابل غور ہے۔ کہ الفاظ "میں مرزا صاحب متوفی کو ان کے دعویٰ مسیحیت موعودہ اور مہدویت مسعودہ میں سچا نہیں جانتا"۔ ہرگز کافی نہیں۔ بلکہ مباہلہ میں شامل ہونے والی جماعت میں سے ہر ایک شخص کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام دعاوی میں مفتری وکذاب اور دجال وغیرہ ہونے کی وجہ سے خارج از اسلام قرار دینے کا اقرار کرتے ہوئے اور اپنے عقائد کا ذکر کرتے ہوئے خدا کے حضور جھوٹے فریق کے لئے ایک سال کے اندر اندر لعنت اللہ علی الکاذبین کی بددعا کرنا ہوگی۔ اور اس دعائے مباہلہ کے الفاظ پہلے سے معین کرنے ہوں گے۔ اور اس کے مقابل جماعت احمدیہ کے افراد اپنے مسلمہ قائم مقام کے ساتھ ان کے برعکس الفاظ استعمال کرتے ہوئے ہر دو فریقوں میں سے جو خدا کے حضور کاذب ہو۔ اس کے لئے ایک سال کے اندر اندر لعنت اللہ کی بددعا کریں گے۔

پس اگر مولوی ثناء اللہ صاحب کو ایک جماعت کثیر (مع ابناء و نساء) کے ساتھ جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع شدہ شرائط مباہلہ منظور ہیں۔ تو وہ پہلے نمبر وار ان کی منظوری کا اعلان کر دیں۔ اس کے بعد مقام مباہلہ اور دیگر ضروری امور بھی ہر دو جماعتوں کے نمائندگان کے ذریعہ طے کر لئے جائیں گے۔ ورنہ مولوی صاحب کا یہ اعلان کر دینا کہ "میں مباہلہ کرنے کو تیار ہوں"۔ محض مغالطہ دہی کے لئے ہے۔ اور کوئی انصاف پسند انسان ان کے اس رویہ کو پسند نہیں کرے گا۔ جب تک کہ وہ تصریح کے ساتھ ہماری طرف سے شائع شدہ شرائط مباہلہ کی منظوری کا اعلان کر کے دل سے میدان مباہلہ میں آنے کے لئے تیار نہ ہوں کیونکہ ان کی یہ پرانی عادت ہے۔ کہ وہ مباہلہ پر آمادگی کا تو اظہار کر دیتے ہیں۔ مگر موقع پر آ کر پہلوتہی کر جاتے ہیں۔ اور آخر یہ اعلان کر دیتے ہیں۔ کہ:-

"میں افسوس کرتا ہوں۔ کہ مجھے ان باتوں پر جرأت نہیں۔ اور یہ عدم جرأت میرے لئے عزت ہے ذلت نہیں"۔ (الہامات مرزا طبع سوم صفحہ ۱۰۴ مصنفہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری)

خاکسار احمد علی سیالکوٹی مولوی فاضل از قادیان۔

غیر مبایعین کے بارہ میں مولوی ثناء اللہ صاحب کے ایک سوال کا جواب

تھوڑا ہی عرصہ ہوا مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اخبار "اہلحدیث" ۲۹ ستمبر سنہ ۱۹۳۹ء میں جماعت احمدیہ کو مخاطب کر کے یہ سوال کیا تھا۔ کہ

"آپ کے لاہوری برادران جو مرزا صاحب سے اس نبوت کو مسلوب کرتے ہیں۔ جس کو سلب کرنے سے آپ نے عام مسلمانوں کو کافر قرار دیا ہے۔ وہ بھی کافر ہیں یا نہیں"۔

اس سوال کا اخبار فاروق ۲۱ اکتوبر سنہ ۱۹۳۹ء میں مفصل جواب دیتے ہوئے میں نے یہ بھی بتایا تھا۔ کہ یہ سوال کوئی نیا سوال نہیں۔ بلکہ اس سے پیشتر بھی یہ کئی مرتبہ کہا جا چکا اور اس کا جواب دیا جا چکا ہے۔ مگر اب پھر مولوی صاحب نے وہی سوال دوہرایا ہے۔ جس کا آج سے چند ماہ پیشتر جواب دیا گیا تھا۔ اس سوال سے پیشتر مولوی صاحب لکھتے ہیں:-

"آج کل قادیانی اور لاہوری جماعتوں میں مباحثہ کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ مضمون مباحثہ نبوت مرزا اور تکفیر منکرین ہوگا۔ جماعت قادیان نبوت مرزا کو مبحث قرار دینے پر زور دیتی ہے۔ اور جماعت لاہوریہ تکفیر منکرین پر۔ ہمارے خیال میں نبوت اور تکفیر آپس میں اصل اور فرع کی نسبت رکھتی ہیں"۔ (اہلحدیث ۵ جولائی سنہ ۱۹۴۰ء صفحہ ۷)

بلاشبہ یہ ایک ایسی بات ہے۔ جو بالکل صحیح اور درست ہے۔ اور خود غیر مبایعین بھی اسے تسلیم کرتے رہے۔ ہاں تھوڑے عرصہ سے مسئلہ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بحث سے گریز کرنے کی خاطر نبوت کو اصل اختلافی مسئلہ قرار دینے سے انکار کرنے لگ گئے ہیں۔ مگر سنہ ۱۹۱۵ء سے لے کر آج تک نہ صرف جناب مولوی محمد علی صاحب اسے مانتے رہے۔ بلکہ تمام غیر مبایعین کی نمائندگی میں اخبار "پیغام صلح" بھی نمایاں طور پر یہ اعلان کرتا رہا۔ کہ "ہمارا اور اہل قادیان کا بنیادی اختلاف مسئلہ نبوت ہے"۔ (پیغام صلح ۱۹ دسمبر سنہ ۱۹۲۹ء صفحہ ۳)

خیر یہ تو ایک ضمنی بات تھی۔ جس کی طرف دھیان کرنا یا نہ کرنا غیر مبایع اصحاب کا کام ہے۔ مجھے اس وقت صرف اس سوال کے اس حصہ کے متعلق کچھ عرض کرنا ہے۔ جو مولوی ثناء اللہ صاحب نے "قادیانی اور لاہوری جماعتوں سے سوال" کے زیر عنوان وہی پرانا چند ماہ پیشتر کا "قادیانیوں سے سوال" کیا ہے۔ اور وہ یہ ہے:-

"آپ لوگ مرزا صاحب کے منکروں کو اسلئے کافر کہتے ہیں۔ کہ وہ نبوت مرزا سے منکر ہیں۔ نبوت کے منکر دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک وہ لوگ جو کسی نبی کی نبوت کو نہیں مانتے۔ مگر اس کو مصلح (ریفارمر) جانتے ہیں۔ جیسے آج کل کے برہمو سماجی۔ دوسرے وہ لوگ جو سلب نبوت کے ساتھ صلاحیت کی نفی بھی کرتے ہیں۔ جیسے ہمارے زمانہ کے آریہ سماجی شرعی اصطلاح میں یہ دونوں گروہ کافر ہیں۔ پس قادیانیوں سے ہمارا سوال ہے۔ کہ لاہوری احمدی (مرزائی) جو مرزا صاحب سے سلب نبوت کرتے ہیں۔ یہ لوگ بھی برہمو سماجیوں کی طرح کافر ہیں یا نہیں"۔ (اہلحدیث ۵ جولائی سنہ ۱۹۴۰ء صفحہ ۷)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مولوی ثناءاللہ صاحب کو اس کے جواب میں یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منکروں کی نسبت جو ہمارا اعتقاد اور فتویٰ ہے۔ وہ کوئی نیا یا خود ساختہ نہیں۔ بلکہ وہی اعتقاد اور فتویٰ ہے۔ جو آپ لوگوں کا ہے۔ اور آپ لوگوں کی مسلمہ کتب میں پہلے سے موجود ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

نواب صدیق حسن خاں صاحب فرماتے ہیں۔

(الف) من قال بسلب نبوتہ کفر حقاً کما صرح بہ السیوطی (حجج الکرامہ صفحہ ۴۳۱)

یعنی جیسا کہ حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی صراحتاً لکھا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے جو شخص سلب نبوت کرتا ہے۔ وہ پکا کافر ہے۔

(ب) اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کی تکذیب کرنے والے کی نسبت بھی کافر کا فتویٰ صادر کیا گیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:-

"گفت رسول خدا صلعم من کذب بالمہدی فقد کفر" (حجج الکرامہ صفحہ ۳۵۱)

(ج) اسی طرح لکھا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ:-

"جو کوئی تکذیب دجال کی۔ تکذیب مہدی کی کرے گا۔ وہ کافر ہو جائے گا۔ رواہ ابوبکر الاسکاف فی فوائد الاخبار والوالقاسم السہیلی فی شرح السیر لہ" (اقتراب الساعۃ صفحہ ۱۰)

الغرض مسلمانوں کا یہ متفقہ عقیدہ ہے۔ کہ آنے والے مسیح موعود مہدی مسعود کا منکر مکذب اور آپ سے سلب نبوت کرنے والا کافر ہے۔ سو یہی اعتقاد شریعت اسلامیہ کی رو سے ہمارا ہے۔

اب رہا مولوی ثناءاللہ صاحب کا یہ سوال کہ "لاہوری احمدی (مرزائی) جو مرزا صاحب سے سلب نبوت کرتے ہیں۔ یہ لوگ بھی برہمو سماجیوں کی طرح کافر ہیں یا نہیں؟"

تو اس کے جواب میں گزارش ہے۔ کہ مولوی ثناءاللہ صاحب نے اسجگہ یا تو مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے۔ اور یا پھر اپنی لاعلمی کا ثبوت پیش کیا ہے۔ کیونکہ وہ ایک طرف تو برہمو سماجیوں کو پیش کرتے ہیں۔ جو بقول مولوی ثناءاللہ صاحب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو "مصلح (ریفارمر)" مانتے ہیں۔" لیکن آپ کے دعاوی نبوت۔ رسالت اور خاتم النبیین وغیرہ کے منکر محض ہونے کی وجہ سے کافر ہیں۔ مگر دوسری طرف لاہوری جماعت کو پیش کرتے ہیں۔ جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو برہمو سماجیوں کی طرح صرف "مصلح" ہی نہیں مانتے۔ بلکہ وہ آپ کے تمام دعاوی مجدد مسیح موعود۔ مہدی معہود۔ کرشن اوتار۔ خاتم الخلفاء امتی نبی وغیرہ کو مانتے ہیں۔ اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کے بھی قائل ہیں۔ ہاں اس نبوت کی تشریح میں جماعت احمدیہ سے ضرور اختلاف رکھتے ہیں۔ مگر وہ آپ سے سلب نبوت نہیں کرتے۔ چنانچہ مولوی محمد علی صاحب نے چند روز ہوئے "پیغام صلح" میں صاف لکھا ہے۔ کہ:-

"حضرت صاحب نے اپنے لئے لفظ نبی ایک خاص معنی میں استعمال کیا۔ یعنی لغوی معنی میں یا مجاز اور استعارہ کے طور پر اسی معنی میں میں نے استعمال کیا۔ اور آج بھی اس معنی میں لفظ نبی کا استعمال جائز سمجھتا ہوں۔" (پیغام صلح ۳۰ر جون ۱۹۴۰ء صفحہ ۵)

پس مولوی ثناءاللہ صاحب کے سوال کا جواب واضح ہے۔ کہ چونکہ غیر مبایعین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو محض "مصلح" ہی نہیں مانتے۔ بلکہ وہ آپ کے جملہ دعاوی کے قائل ہیں۔ اس لئے ان کو برہمو سماجیوں کی طرح کافر قرار دینا مولوی صاحب کی غلطی اور نادانی ہے۔

چنانچہ ستمبر ۱۹۱۷ء میں جب سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ سے یہی سوال کیا گیا۔ کہ "غیر مبایعین کو آپ مسلمان سمجھتے ہیں یا کافر؟" تو اس کے جواب میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ:-

"جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی اللہ یقین کرتے ہیں۔ خواہ نبی اللہ کی کوئی تاویل کریں۔ وہ مسلمان ہیں۔ مگر جو حضور کی نبوت کا انکار کرتے ہیں۔ وہ کافر ہیں۔" (الفضل ۲۲ر ستمبر ۱۹۱۷ء)

افسوس کہ باوجودیکہ بارہا اس سے پیشتر بھی یہ جواب دیا جا چکا ہے۔ پھر بھی مولوی ثناءاللہ صاحب بار بار اس سوال کو دوہراتے اور عوام کو مغالطہ دینے کی سعی و کوشش کرتے رہتے ہیں۔

خاکسار سید احمد علی سیالکوٹی مولوی فاضل از قادیان

احمدی مشن!

مثیل یہود بنے تو مثیل مسیح بھی آگیا

چوں شمار اشد یہود اندر کتاب پاک نام ٭ پس خدا عیسیٰ مرا کرد است از بہر یہود
ورنہ از روئے حقیقت تخم الشاں نیستید ٭ نیز من ہم ابن مریم نیستم اندر وجود

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۳۶)

خدا تعالےٰ کے مامورین کی صداقت کی ایک بہت بڑی دلیل ان کا ایسے وقت میں مبعوث ہونا بھی ہے۔ جبکہ دنیا اصلاح کی محتاج اور مصلح کے لئے چشم براہ ہوتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ تاللہ لقد ارسلنا الی امم من قبلک فزین لھم الشیطان اعمالھم فھو ولیھم الیوم ولھم عذاب الیم (نحل ۶۴) یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ سے پہلے بھی ہم نے مختلف امتوں کی طرف اس وقت رسول بھیجے۔ جبکہ شیطان نے ان کے لئے ان کے اعمال مزین کر کے دکھائے۔ اور اس زمانہ میں بھی ایسی ہی حالت میں آپ کو مبعوث کیا گیا۔

سو خدا تعالےٰ نے اپنی اسی سنت قدیمہ کے مطابق اس زمانہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زمانہ کا مصلح بنا کر مبعوث فرمایا۔ جنہوں نے یہ اعلان فرمایا۔ ؎

قوم کے لوگو ادھر آؤ کہ نکلا آفتاب
وادیٔ ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار

مگر بجائے اس کے کہ دنیا اس آواز پر لبیک کہتی ہوئی آپ کو قبول کرتی۔ علمائے زمانہ نے آپ کی شدید مخالفت کی۔ اور انہوں نے پوری کوشش کی۔ کہ کوئی شخص آپ کے حلقہ بگوشاں میں شامل نہ ہو۔ اور کہا۔ کہ چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عیسیٰ بن مریم کے آنے کی پیشگوئی فرمائی ہے۔ اس لئے ہم انہی کو جبکہ وہ بجسدہ العنصری زندہ آسمان سے اتریں گے۔ مسیح موعود تسلیم کریں گے۔ حالانکہ یہ ایک بالکل موٹی بات تھی۔ جو ان لوگوں کی سمجھ میں نہ آئی۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چونکہ ایک پیشگوئی میں یہ فرمایا تھا۔ کہ لیاتین علیٰ امتی کما اتی علی بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل۔ کہ میری امت ایک وقت میں یہود و نصاریٰ کے نقش قدم پر چلنے لگ جائے گی۔ گویا ایک طرف جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی امت کو یہود و نصاریٰ قرار دیا۔ تو دوسری طرف آپ نے انکی اصلاح کا بیڑہ اٹھانے والے مامور کی نسبت کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم کے ارشاد مبارک میں اس کو عیسیٰ ابن مریم قرار دیا۔ یعنی جیسے امت محمدیہ نسلاً یہود و نصاریٰ نہیں۔ بلکہ عملاً ان کی مثیل ہو گی۔ اسی طرح ان کی اصلاح کے لئے آنے والے کی نسبت بھی یہ ظاہر فرما دیا۔ کہ وہ وہی عیسیٰ ابن مریم نہ ہوں گے۔ جو بنی اسرائیل کی اصلاح کے لئے ایک مرتبہ آئے تھے۔ بلکہ وہ آنے والا بھی ابن مریم کا مثیل ہو گا۔ اور یہ وہ حقیقت ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تشریف لا کر دنیا کے سامنے پیش کی۔ اور جسے آج خود مسلمان علماء بھی تسلیم کر رہے ہیں۔

چنانچہ (الف) مولوی ظفر علی خاں صاحب اخبار "زمیندار" ۹ر جولائی ۱۹۴۰ء میں "کفر و اسلام" کے زیر عنوان نظم کے آخر پر صاف اقرار کرتے ہیں:- ؎

علماء ہم سے یہ دن رات کہا کرتے ہیں
کہ ہیں گمراہ نصاریٰ تو یہودی مغضوب
بیگماں دونوں سے اس وقت ہیں کس وصف میں کم
ہم جو کہلاتے ہیں محبوبؐ خدا کے محبوب
امتحاں کے یہی انجام ہوا کرتے ہیں
جمع ہو جاتے ہیں جب ان میں خدائی کے عیوب

(ب) اسی طرح مولوی ثناءاللہ صاحب امرتسری کے اخبار "اہلحدیث" میں "شکوۂ اسلام" کے زیر عنوان ایک لمبی نظم شائع ہوئی تھی۔ جس میں مسلمانوں کی زبوں حالی اور اسلام کے نام سے تباہ کن افعال و اقوال کا تذکرہ کیا گیا تھا۔ اس کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:- ؎

کل ملا اسلام مجھ سے یوں لگا کہنے کہ میں
چل پڑا ہوں ہند سے فاللہ خیر حافظاً
میں نے یہ پوچھا کہ حضرت آپ کیوں ناراض ہیں
ہنس کے بولا تم نہیں سمجھے تو ہے کس کی خطا
چاہنے والے مرے مجھ کو نظر آتے نہیں
تم نے میرا نام لے لے کر مجھے رسوا کیا
تیرے اس اسلام کو ہے دور سے میرا سلام
تو مسلماں ہے کہ شرماتی ہے تجھ سے اب حیاء
شکل ہے مثلِ نصاریٰ اور عمل مثلِ یہود
اس پہ دعویٰ ہے محمدؐ پر ہوں میں ہر دم فدا
مختصر حالات کہہ کے مجھ سے پھر مانگا جواب
لیک میں شرم و ندامت سے زمیں میں گڑ گیا

(اہلحدیث ۳۰ر جون ۱۹۳۹ء صفحہ ۱۱)

مولوی ظفر علی خاں صاحب اور مولوی ثناءاللہ صاحب کے یہ دو حوالے تو صرف بطور مثال اور نمونہ کے پیش کئے گئے ہیں۔ ورنہ حقیقت یہ ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ سب مسلمان یہ اقرار کرتے ہیں۔ کہ مسلمان "مثیل نصاریٰ" اور "مثیلِ یہود" بن چکے ہیں۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ جب وہ مثیل یہود و نصاریٰ بن چکے ہیں۔ تو ان کی اصلاح کے لئے بھی ابن مریم تو نہیں آسکتا۔ بلکہ "مثیل ابن مریم" ہی آسکتا ہے۔ سو وہ "مثیل مسیح" کہاں ہے؟ مگر ہم اپنے ناظرین کو دگدا میں رکھنا نہیں چاہتے اور صاف بتاتے ہیں۔ کہ وہ آنے والا مسیح موعود "مثیل ابن مریم" آچکا ہے۔ جو حضرت مرزا غلام احمدؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسم گرامی کے ساتھ معنون ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

(۱) "جس حالت میں حدیثوں سے ثابت ہے۔ کہ اسی امت میں سے یہود پیدا ہوں گے۔ تو افسوس کی بات ہے۔ کہ یہود تو پیدا ہوں اس امت میں سے اور مسیح باہر سے آوے۔ کیا ایک خدا ترس کے لئے یہ ایک مشکل بات ہے؟ کہ جیسا کہ اس کی عقل اس بات پر تسلی پکڑتی ہے۔ کہ اس امت میں بعض لوگ ایسے پیدا ہوں گے۔ جن کا نام یہود رکھا جائے گا۔ ایسا ہی اس امت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا۔ جس کا نام عیسیٰ اور مسیح موعود رکھا جائے گا۔ کیا ضرورت ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ کو آسمان سے اتارا جائے۔ اور اس کی مستقل نبوت کا جامہ اتار کر امتی بنایا جائے"۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۰)

(۲) اور فرماتے ہیں:۔

"مردم نا اہل گویندم کہ چوں عیسیٰ شدی
بشنو از من ایں جواب شاں کہ اے قوم حسود
چوں شمارا شد یہود اندر کتاب پاک نام
پس خدا عیسیٰ مرا کرد است از بہر یہود
ورنہ از روئے حقیقت تخم الشاں نیستید
نیز من ہم ابن مریم نیستم اندر وجود
گر بُو دندے شمارا نہ بودے ہم اثر
از شما شد ہم ظہورم پس زغوغا نا چہ سود"
(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۳۶)

(۳) پھر فرمایا:۔

"میں اپنے دعویٰ کی نسبت اس قدر بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ میں عین ضرورت کے وقت خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔ جبکہ اس زمانہ میں بہتوں نے یہود کا رنگ پکڑا اور نہ صرف تقویٰ طہارت کو چھوڑا۔ بلکہ ان یہود کی طرح جو حضرت عیسیٰؑ کے وقت میں تھے۔ سچائی کے دشمن ہو گئے۔ تب بالمقابل خدا نے میرا نام مسیح رکھ دیا۔ نہ صرف یہ کہ میں زمانہ کے لوگوں کو اپنی طرف بلاتا ہوں۔ بلکہ خود زمانہ نے مجھے بلایا ہے"۔ (پیغام صلح طبع دوم صفحہ ۳۲)

الغرض مولوی ظفر علی خاں صاحب نے اپنی نظم میں اور مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اخبار "اہلحدیث" میں یہ کہہ کر کہ مسلمان یہود و نصاریٰ کے مثیل بن چکے ہیں۔ نہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عین وقت پر مبعوث ہونے کی دلیل کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ بلکہ یہ بھی ظاہر کر دیا۔ کہ امت مسلمہ کی اصلاح کے لئے بھی جو "مثیل یہود و نصاریٰ" بن چکی ہے۔ کسی نے باہر سے نہیں آنا۔ بلکہ وہ بھی امت محمدیہ میں سے ہی ہونا ضروری ہے۔ جو "مثیلِ یہود و نصاریٰ" کے مقابل "مثیل ابن مریم" کہلائے گا۔ سو مبارک وے جو اس صداقت کو قبول کرتے ہوئے اس آنے والے مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمدؐ قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی میں داخل ہو کر حقیقی اسلام کو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوششیں کرتے ہیں۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔

خاکسار سید احمد علی سیالکوٹی مولوی فاضل از قادیان

پیغام صلح کی بیقراری پر "دین الحق" کی اشاعت

ایک دفعہ پہلے بھی پیغام بلڈنگس سے ایک نمائشی درخواست شائع ہوئی تھی۔ کہ "دین الحق یا ہمارا مذہب" کتاب کو اگر میں دوبارہ چھاپ دوں۔ تو اہل پیغام تو کئی سو کاپیاں خرید لیں گے۔ اس کے جواب میں فاروق میں لکھ دیا تھا۔ کہ وہ قیمت پیشگی دیں۔ تو شائع ہو جائیگی۔ مگر جواب نہ آیا۔ اب دوبارہ بڑی خواہش اور اضطرابی سے اخبار پیغام وغیرہ میں التجا ہو رہی ہے۔ کہ اگر "دین الحق" کتاب بلفظہ بغیر کسی تشریح وغیرہ کے چھپوا دیں۔ تو ایکہزار کاپی کے خریدار اہل پیغام ہیں۔ لہذا میں دوبارہ اعلان کرتا ہوں۔ کہ میں کتاب "دین الحق یا ہمارا مذہب" مرتبہ خود کو من وعن چھپوا دوں گا۔ لیکن بوجہ گرانی کاغذ وغیرہ چونکہ مصارف طبع بڑھ گئے ہیں۔ پہلے اسکی قیمت ۸ فی کاپی تھی۔ لیکن اب کم از کم ۱۲ فی کاپی ہوگی۔ لہذا درخواست کنندگان پیغام جو ایکہزار نسخے کی خریداری کی درخواست کرتے ہیں۔ وہ پانسو کی قیمت بحساب ۱۲ فی کاپی مبلغ -/۳۷۵ روپیہ فوراً مجھے بھیجدیں اور بقایا ۳۷۵ کتاب کے تیار ہونے پر اس طرح وصول ہوگی۔ کہ ایک مکمل نسخہ طبع دوم جو اب چھپوایا جائیگا۔ کہ وہ اس کو سابقہ نسخہ کے ساتھ ملا کر تسلی کر لیں۔ کہ نقل مطابق اصل ہے یا نہیں؟ جبکہ وہ لفظ بلفظ دوسرا ایڈیشن پہلے کے مطابق ہو۔ تو بقیہ ۳۷۵ روپیہ بھیجکر ایک ہزار کاپی منگا لیں۔ یہ کتاب دوبارہ قادیان کے پریس سے شائع کروں گا۔ اگر مضامین

پیغامی مشن!

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خصوصیات

کیا حضرت مسیح موعود صرف ایک "مخصوص عالم" ہیں

تصویر کے دو رُخ

جس طرح تصویر کے دو رُخ ہوتے ہیں۔ ایک حقیقی ہوتا ہے۔ اور ایک مجازی۔ ایک روشن پہلو لئے ہوتا ہے۔ اور دوسرا تاریک۔ اگر ایک تصویر کی حقیقی شان کو دوبالا کر رہا ہوتا ہے۔ تو دوسرا اپنی بدنمائی کی وجہ سے اسکی عظمت و بلندی کو پستی کے عمیق غار میں دھکیلنا چاہتا ہے۔ اسی طرح جماعت احمدیہ کی تصویر کے دو رخ ہیں۔ ایک جماعت قادیان کہلاتا ہے۔ اور دوسرا جماعت لاہور۔ اول الذکر بانیٔ احمدیت حضرت مرزا غلام احمدؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قرآن حمید۔ احادیث۔ حضور کے اپنے الہامات اور ارشادات کی بنا پر نبی۔ رسول اور مسیح موعود یقین کرتا ہے۔ اور موخر الذکر حضرت مسیح موعود کو صرف ایک "مخصوص عالم" سے زیادہ وقعت نہیں دیتا۔

اگر آنے والے کے دعاوی کو اپنے پورے مالہ وما علیہ کیساتھ مان لینا ہی خوبصورتی ہے۔ تو یہ جماعت قادیان سے مختص ہے۔ اور اس لحاظ سے وہ حسین پہلو پر مبنی ہے۔ برعکس اس کے لاہوری جماعت چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عظمت و شان کو صرف ایک "مخصوص عالم" کے لباس میں دیکھنا چاہتی ہے۔ اور اسکی نظر حضور کے اصل مقام کو دیکھ ہی نہیں سکتی۔ اس لئے وہ تصویر کا وہ رخ ہے۔ جو اپنے اندر "حقیقت مجاز" سے زیادہ نہیں رکھتا۔ چنانچہ ایک پادری صاحب نے ان دونوں پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے جماعت قادیان کے متعلق لکھا۔

"قادیان کی پارٹی آخر تک اسلام کی ایک مستقل اور جداگانہ پارٹی رہے گی۔ اور غالباً اسی صورت میں بڑھتی رہے گی"۔

لیکن جماعت لاہور کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"لاہوری پارٹی آہستہ آہستہ مسلمانان ہند کی مسلم لیگ پارٹی کے اندر جذب ہو جائے گی"۔ (احمدیہ موومنٹ)

پہلی خصوصیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بہت سی خصوصیات ایسی ہیں۔ جو حضور کو غیر مبایعین کے "مخصوص عالم" سے کہیں زیادہ ممتاز کرتی ہیں۔ چنانچہ حضور کی پہلی خصوصیت یہ ہے۔ کہ موجودہ زمانہ کے عوام تو کیا امت محمدیہ کے اولیاء بھی حضور کے بلند مقام کو نہیں سمجھ سکے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ "انت منی بمنزلۃ لا یعلمھا الخلق"۔ اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"میں اپنے رب سے اس مقام پر نازل ہوا ہوں۔ جس کو انسانوں میں سے کوئی نہیں جانتا۔ اور میرا بھید اکثر اہل اللہ سے پوشیدہ اور دور تر ہے۔ چہ جائیکہ عام لوگوں کو اس سے کچھ اطلاع ہو سکے۔ ...... اور کوئی ایسا شخص تلاش کرو۔ جو میری مانند ہو۔ اور ہرگز نہیں پاؤ گے۔ اگرچہ چراغ لے کر بھی ڈھونڈتے رہو۔ اور یہ تحدیث نعمت ہے۔ کوئی فخر نہیں"۔ (ترجمہ عربی خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۸ و ۲۰)

دوسری خصوصیت آپ نبی اللہ ہیں۔ اور یہ خطاب امت محمدیہ میں صرف آپ کو ہی ملا ہے۔ جیسا کہ حضرت اقدس فرماتے ہیں:۔

"غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں۔ اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے۔ اور وہ شرط ان میں نہیں پائی جاتی"۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱)

تیسری خصوصیت آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بروز اکمل ہیں۔ اور یہ مقام آپ کے سوا کسی اور نبی کو نہیں ملا۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"مجھے رسول اور نبی کے الفاظ سے پکارے جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں۔ اور نہ ہی اس میں مہر ختمیت ٹوٹتی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے۔ کیونکہ میں بارہا بتلا چکا ہوں۔ کہ بموجب آیت واٰخرین منھم لمّا یلحقوا بھم بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں۔ اور خدا نے میرا نام محمد و احمد رکھا ہے۔ اور مجھے آنحضرت صلعم کا ہی وجود قرار دیا ہے۔ پس اس طور سے آنحضرت صلعم کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا۔ کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔" (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ)

چوتھی خصوصیت } آپ جری اللہ فی حلل الانبیاء ہیں۔ یعنی جس قدر انبیاء علیہم السلام دنیا میں آئے ہیں۔ ان سب کے خاص خاص واقعات اور خاص خاص صفات آپ کو عطا کئے گئے ہیں۔ حضرت اقدس فرماتے ہیں:۔

"اس زمانہ میں خدا نے چاہا۔ کہ جس قدر نیک اور راستباز مقدس نبی گذر چکے ہیں۔ ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کئے۔ سو وہ میں ہوں۔"
(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۹۰)

پانچویں خصوصیت } آپ خاتم الخلفاء ہیں۔ فرمایا:۔ "اور میں ولایت کے سلسلہ کو ختم کرنے والا ہوں۔ جیسا کہ ہمارے سیدنا آنحضرت صلعم نبوت کے سلسلہ کو ختم کرنے والے تھے۔ اور وہ خاتم الانبیاء ہیں۔ اور میں خاتم الاولیاء ہوں۔ میرے بعد کوئی ولی نہیں۔ مگر وہ جو مجھ سے متعلق ہوگا۔ اور میرے عہد پر ہوگا۔" (ترجمہ عربی خطبہ الہامیہ صفحہ ۳۵)

چھٹی خصوصیت } آپ اپنے مثیل یعنی حضرت مسیح ابن مریم سے تمام شان میں بڑھ کر ہیں۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ نے اس مسیح کو بھیجا۔ جو پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔"

نیز فرمایا:۔

"مجھے وہ قوتیں عنایت کی گئیں۔ جو تمام دنیا کی اصلاح کے لئے ضروری تھیں۔ تو پھر اس امر میں کیا شک ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وہ فطری طاقتیں نہیں دی گئیں۔ جو مجھے دی گئیں۔ کیونکہ وہ ایک خاص قوم کے لئے آئے تھے۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۸ و صفحہ ۱۵۳)

ہمارے غیر مبایعین دوستوں کو غور کرنا چاہیئے۔ کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام صرف "مخصوص عالم" تھے۔ تو وہ غیر نبی ہوتے ہوئے ایک نبی پر کیونکر "فضیلت کلی" پا سکتے تھے۔ کیا غیر نبی کو نبی پر فضیلت ہو سکتی ہے؟

ساتویں خصوصیت } آپ کسی خاص ملک گروہ یا جماعت کی طرف مبعوث نہیں کئے گئے۔ بلکہ آنحضرت صلعم کی طرح تمام دنیا کے لئے مبعوث کئے گئے۔ یہ خصوصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی دوسرے نبی کو نصیب نہیں ہوئی۔ اس کا ثبوت محولہ بالا سطور میں آ گیا ہے۔

آٹھویں خصوصیت } آپ ہی وہ خوش نصیب نبی ہیں۔ جن کو آنحضرت صلعم نے اپنا سلام کہلا کر بھیجا ہے۔ اور امت کو ہدایت کی کہ جب مسیح موعود مبعوث ہوں۔ تو میرا سلام کہنا۔ چنانچہ آنحضرت صلعم نے فرمایا:۔ "من یلقی منکم عیسی ابن مریم فلیقرأ منی السلام۔ کہ میرا سلام مسیح موعود کو پہنچانا۔

باقی خصوصیات انشاء اللہ اگلے پرچہ میں آئینگی۔ میں غیر مبایعین دوستوں کو نہایت ادب سے عرض کروں گا۔ کہ وہ ان حقائق کا بار بار مطالعہ کریں۔ اور گوشہ تنہائی میں سوچیں۔ کیا یہ مقام اور یہ خصوصیات ایک "مخصوص عالم" یا مجدد محدث کے لئے ہو سکتی ہیں۔ دوستو سوچو اور خوب سوچو۔ اور اپنی عاقبت کو سنوارنے کے لئے خدا کو حاضر و ناظر جان کر سوچو۔ آپ بھی کبھی ہمارے دوست تھے۔ آؤ ہمارے ساتھ اب پھر آ کر مل بیٹھ جاؤ۔ (خاکسار انوار احمد سامانوی)

جاپان کا ہفتہ

(فاروق کے نامہ نگار خصوصی مقیم جاپان کی چٹھی)

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْ اِلَيْهِمْ ...... اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (یوسف ع ۱۲)

تنری کیو

تنری کیو کی بانیہ اور اس کے مختصر حالات

پرچار۔ پہلی قسط میں یہ عرض کیا جا چکا ہے۔ کہ بانیہ نے اپنا مذہب پھیلانا شروع کر دیا تھا۔ پرچار کے ابتدائی ایام میں صرف دیوتا کے اظہار نام پر اکتفا کیا گیا۔ کہ تا لوگوں کو نرمی سے اس طرف مائل کیا جائے۔ اور نئے مذہب کا ان کی طبائع پر یکبارگی بوجھ محسوس نہ ہو۔ مگر آہستہ آہستہ اس میں توسیع کی جاتی رہی۔ مثلاً تنری لو! آ اور ہم کو نجات دے۔ ہماری بیماریوں کو دور کر دے۔ اور ہمارے کھیتوں کو سیراب کر دے وغیرہ وغیرہ۔ ماسٹر شوجی نے پرچار کے لئے ان دنوں حکومت سے باقاعدہ طور پر اجازت بھی حاصل کر لی۔

روزے۔ بانیہ کی زندگی کے حالات میں روزوں کا بھی تذکرہ آتا ہے۔ آپ نے دو طور کے روزے رکھے ہیں۔ اول دیوتا کے حکم سے۔ دوئم خاوند کی ناراضگی کی وجہ سے۔ ۷۵ اور ۳۰ دنوں کے لگاتار روزوں کا ذکر خاص طور پر آتا ہے۔ اور دس اور بارہ دن کے روزے تو عام ہیں۔ روزوں کے ایام میں مائعات اور پھلوں وغیرہ کی بندش ہوتی تھی۔

عبادت گاہ:۔ جب کچھ لوگ اس مذہب کے حلقہ بگوش ہو گئے۔ تو معبد تعمیر کرنے کی فکر دامنگیر ہوئی۔ جگہ کی تعیین کے لئے آپ نے ایک دن چند مریدوں کو اپنے گھر بلایا۔ اور ان کو گھر کے ایک سرے سے دوسرے تک چلایا۔ گھر کے عین وسط میں ایک ایسی جگہ تھی۔ جہاں پہنچ کر گذرنے والوں کے پاؤں جم جاتے تھے۔ اور وہ بالکل ساکن ہو جاتے تھے۔ اسی مقام کو نقطہ مرکزی قرار دے کر اس کے ارد گرد معبد کی بنا رکھی گئی۔ اس مقام کا نام "جبہ" یعنی متبرک رکھا گیا۔ اس کے متبرک ہونے کے لئے یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ جب سورج (مونث) اور چاند (مذکر) دیوتاؤں نے جن کو اس مذہب کی اصطلاح میں (Parents) والدین کہا جاتا ہے۔ انسان پیدا کرنے شروع کئے۔ تو ابتدائی تخلیق اسی جگہ ظہور میں آئی۔ اور یہیں پر تکمیل ہوئی۔ یہاں سے پھر آہستہ آہستہ دیگر ممالک کی طرف انتشار ہوا۔ اور تمام دنیا میں پھیل گئے۔ نیز یہ کہ دنیا کا حقیقی نجات دہندہ یعنی اس مذہب کی بانیہ جو کہ سورج و چاند کا حقیقی بروز ہے۔ یہاں پر ظاہر ہوئی۔

روکاوٹیں:۔ میجی کے زمانہ میں جب جاپان کے نئے تاریخی دور کا آغاز ہوا۔ تنری کیو کے اجازت نامہ کی میعاد ختم ہو چکی تھی۔ چنانچہ دوبارہ اپیل کی گئی۔ پولیس نے مکمل تحقیقات کے بعد اس مذہب اور اس کے دیوتا کو غلط اور جعلی قرار دے دیا۔ متبرک شیشہ اور معبد کی زیب و زینت کا دیگر ضروری سامان سب قرق کر لیا۔ اور بانیہ اور مریدوں کو چند دن بطور سزا قید بھی رکھا۔ ماسٹر شوجی نے یہ دیکھ کر کہ اندریں حالات کوئی مرید معبد کی زیارت نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی مذہب کا کام جاری رکھا جا سکتا ہے۔ جس کا لازمی نتیجہ جلد یا بدیر مذہب کا خاتمہ ہے۔ پولیس سے اجازت لے کر ایک ہوٹل اور گرم حمام جاری کئے۔ کہ تا لوگ اس بہانہ سے معبد کی زیارت کر سکیں۔ اور چپکے چپکے مذہب کا کام بھی جاری رہے۔ اور پولیس کو شبہ بھی نہ ہو۔ جگہ کی تنگی کی وجہ سے عام جلسے ایک بدھسٹ پریسٹ کی زیر نگرانی بدھ مندر میں منعقد کئے گئے۔ اور نام بھی بدھ ازم کا ہی رکھا گیا۔

ایک دفعہ پھر جبکہ پوشیدہ طور پر عبادت کی رسم ادا کی جا رہی تھی۔ پولیس آ دھمکی۔ تبرک کے کیک جو مریدوں میں تقسیم کئے جا رہے تھے۔ اٹھا کر باہر پھینک دیئے۔ اور چندہ جمع کرنے کے الزام میں معبد کے جلائے جانے اور تمام مریدوں کے معافی نامہ داخل کرنے کا حکم صادر ہوا۔

ناچ:۔ اس مذہب میں ایک متبرک ناچ کی رسم ہے۔ جو کہ بطور عبادت ادا کی جاتی ہے۔ جس میں بانیہ کا دعائیہ منظوم کلام پڑھا جاتا ہے۔ سارنگی اور دف کا استعمال ہوتا ہے۔ پریسٹ سیاہ لباس زیب تن کر کے اور کاغذ کے پنکھے ہاتھوں میں لے کر ناچتے ہیں۔ وقار کا خیال رکھا جاتا ہے۔ ناچنے والوں کے چہروں سے اخلاص کے آثار نمایاں ہوتے ہیں۔ ان ناچوں کے ضمن میں بھی پولیس نے بسا اوقات مداخلت کر کے بعض کو قید اور بعض کو جرمانہ کی سزا دی۔ بانیہ کو عموماً ہر دفعہ دس بارہ دن قید رہنا پڑا۔ اور یہ سلسلہ مشکلات بانیہ کی زندگی بھر ممتد رہا۔

وفات:۔ انہی مشکلات کے دوران میں ایک دن بانیہ حمام سے واپس چلی آ رہی تھیں۔ کہ راستہ میں ٹھوکر لگی۔ گرتے گرتے بمشکل بچیں۔ اس صدمہ سے بیمار پڑ گئیں۔ اور ۱۸۸۷ء ۹۰ سال کی عمر میں آپ نے انتقال کیا۔ آپ کے بعد مسٹر ایبوری (.....) جانشین ہوئے۔ ان کے زمانہ میں تنری کیو مذہب قرار دیا گیا۔ اور پرچار کی اجازت بھی مل گئی۔

فاروق کا سوال؟

کیا آپ نے فاروق کے واسطے کوئی خریدار دیدیا ہے؟ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ فاروق کا خرچ جنگ کی وجہ سے بڑھ گیا ہے۔ مگر فاروق کا چندہ نہیں بڑھایا۔ اسلیئے خریدار بڑھائیں۔

(منیجر فاروق)

مختصر خبریں

—— ۱۵ جولائی مسٹر چرچل نے آج شام ایک تقریر براڈ کاسٹ کی۔ جس میں کہا۔ کہ ہمیں فرانسیسی بیڑے کو زخمی کرنے کی کارروائی مجبوراً کرنی پڑی۔ اب فرانس سے ہماری مصلحت آمیز دشمنی ختم ہوگئی ہے۔ ہم اب اسکی ہر خدمت کے لئے تیار ہیں۔ تجارتی رستے اس کے لئے کھلے رکھیں گے۔ اور اس کے بیرونی مقبوضات میں امن قائم رکھنے کے لئے ہم مدد دیں گے۔ موجودہ جنگ بہت لمبی اور سخت ہوگی۔ ہمیں ہر وقت دشمن کے حملہ کے لئے مستعد رہنا چاہیئے۔ ابھی نہیں کہا جاسکتا۔ کہ ہم پر کتنے کڑے ابتلاء آنے والے ہیں۔ برطانیہ کے متعلق ہٹلر کی سکیمیں گذشتہ دو ماہ میں خواب میں تبدیل ہوچکی ہیں۔ ہم ملک کے ہر انچ کی حفاظت کے لئے جانیں لڑا دیں گے۔ ہمیں ۱۹۴۲ء تک کے لئے لڑائی کی مکمل تیاری کرنی چاہیئے۔ برطانیہ پر حملہ کرنے کے لئے ہٹلر کئی سکیموں پر غور کر رہا ہے۔ مگر ہمارے پاس پندرہ لاکھ مستقل فوج کے علاوہ دس لاکھ والنٹیئر بھی موجود ہیں۔

معلوم ہوا ہے۔ کہ ناروے پر قبضہ اور سویڈن سے رستہ مل جانے کے باوجود جرمنی میں لوہے کی خوفناک کمی ہے۔ اور اون۔ روئی اور تیل کی کمی کے باعث جو کارخانے بند ہیں۔ ان کی مشینیں پگھلا کر ان سے سامانِ جنگ تیار کیا جارہا ہے۔

—— لاہور ۱۶ جولائی۔ پنجاب یونیورسٹی نے اعلان کیا ہے۔ کہ جو طالب علم جنگ کی وجہ سے غیر ممالک میں اپنی تعلیم جاری نہیں رکھ سکے انہیں سکولوں اور کالجوں میں داخل کر لیا جائے۔ یونیورسٹی نے ایک کمیٹی بنادی ہے۔ جو ان طالب علموں کی قابلیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کے متعلق فیصلہ کرے گی۔

—— لنڈن ۱۵ جولائی۔ جاپانی فوجوں نے فرانسیسی ہند چینی کی سرحد کے ایک اہم مقام پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور اس طرح مارشل چیانگ کائی شیک کو سامان پہنچنے کے تمام رستے بند ہوگئے ہیں۔

—— چیف جسٹس آف انڈیا نے اعلان کیا ہے کہ بیرسٹری کا جو امتحان برٹش کونسل آف لیگل ایجوکیشن کی طرف سے دہلی میں موسم خزاں میں ہونیوالا ہے۔ اس کے لئے درخواستیں دہلی یونیورسٹی کے رجسٹرار کو بھیجی جاسکتی ہیں انگلستان میں بھی عرضیاں بھیجنے کی میعاد غیر معین عرصہ کے لئے بڑھادی گئی ہے۔

تمام ہندوستان میں سب سے سستا تحریک جدید کا اخبار "فاروق" ہے

بعہد خلافت ثانیہ دارالامان قادیان سے سب سے سستا ہفتہ وار اخبار جو ہر مہینے میں چار بار عمدہ لکھائی چھپائی اور کاغذ پر شائع ہوتا ہے وہ تحریک جدید کا اخبار "فاروق" ہے جس کے متعلق حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے تمام احباب کو بالفاظ ذیل مخاطب فرماکر تحریک کی ہے۔ کہ:-

(۱) "فاروق" نے اس سال پہلے سے بہت زیادہ ترقی کی ہے"۔

(۲) "فاروق میں میرا خطبہ جمعہ بھی شائع ہوتا ہے۔ جس کا پڑھنا ہر ایک احمدی کا فرض ہے"۔

(۳) "فاروق میں مجاہدین تحریک جدید کی رپورٹیں بھی چھپتی ہیں۔ جو بہت دلچسپ اور مفید اور اعلیٰ درجہ کی معلومات والی ہوتی ہیں"۔

(۴) "باوجود ان تمام خوبیوں کے اسکی قیمت صرف اڑھائی روپیہ سالانہ ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ اڑھائی روپیہ میں اس قسم کے اخبار کا لوگوں کو میسر آجانا غنیمت ہے"۔

(۵) "میر صاحب (ایڈیٹر فاروق) موجودہ زمانہ میں اتنا سستا اخبار لوگوں کو دیکر ذاتی طور پر بہت بڑی قربانی کر رہے ہیں"۔

(۶) "دوست اسکی خریداری کو بڑھائیں۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ کسی اخبار کی خریداری تو نہ بڑھے اور توقع یہ رکھی جائے۔ کہ وہ اخبار عمدگی اور شان کے ساتھ چل سکے"۔

(۷) "پس میں جماعت کے دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اخبار "فاروق" کے خریدار بنیں۔ اڑھائی روپیہ سالانہ میں انہیں میرا خطبہ بھی مل جائیگا۔ اور خطبہ کے علاوہ اور بہت سے مضامین سے بھی وہ فائدہ اٹھا سکیں گے"۔

(۸) "اسقدر سستا اخبار ہونے ہوئے میرے نزدیک اسکی خریداری سے وہی شخص غفلت برت سکتا ہے جسے علم سے ذرا بھی مس نہ ہو۔ کوئی دوسرا شخص اس قسم کی غفلت نہیں کر سکتا"۔

(۹) "تحریک جدید کے کارکن اس اخبار کی خریداری کے لئے جماعتوں میں کوشش کریں"۔

(۱۰) "میں اور بھی تحریک کرتا رہوں گا"۔ (ارشاد تحریک حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز)

ان ارشادات اور ایسی زبردست تحریک کو سنکر ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔ کہ وہ اخبار فاروق کا خریدار بن کر اپنے پیارے امام کی تحریک کو موثر بنائے۔ اور ثواب عظیم حاصل کرے۔

الداعی الی الخیر خادم سلسلہ میر قاسم علی ایڈیٹر فاروق قادیان

وصیتیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نوٹ:- وصایا منظوری سے پہلے اس لئے شائع کی جاتی ہیں۔ تاکہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو۔ تو دفتر کو اطلاع کردے۔ (سکرٹری مقبرہ بہشتی)

۵۶۴۳ - منکہ رحمت اللہ ولد چودھری محمد حسین صاحب مرحوم قوم جٹ باجوہ پیشہ ملازمت عمر ۳۴ سال پیدائشی احمدی ساکن تلونڈی عنایت خاں ڈاکخانہ پسرور ضلع سیالکوٹ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲ ماہ شہادت ۱۳۱۹ ہش حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائیداد ہے:-

۱ - اراضی مزارعہ اڑھائی کیلہ واقع تلونڈی پہاڑنگ چک ۳۱۶ ج ب ڈاکخانہ جھاوان تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور جس کی قیمت موجودہ اندازاً مبلغ آٹھ صد روپیہ ہے۔

۲ - اراضی مزروعہ یک بیگھ واقع تلونڈی عنایت خاں ضلع سیالکوٹ جس کی موجودہ قیمت اندازاً مبلغ دو صد روپیہ ہے۔

۳ - مکان رہائشی مشترکہ جس کے ۱/۶ حصہ کا میں مالک ہوں۔ جس کی کل قیمت بارہ صد روپیہ ہے لیکن میرا گذارہ صرف اس جائیداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد تنخواہ پر ہے۔ جو کہ اس وقت -/۶۵ روپے ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائیداد بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں۔ تو اس قدر روپیہ اسکی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔

العبد:- رحمت اللہ۔ گواہ شد:- محمد لطیف ریٹائرڈ سب جج۔ گواہ شد:- عبد العزیز پنشنر نوشہرہ سرحد۔

۵۶۵۰ - منکہ مرزا داؤد احمد ولد حضرت مرزا شریف احمد صاحب قوم مغل پیشہ ملازمت عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸ ۶/۱۳۱۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میں مبلغ تین سو پچاسی روپے ماہوار پاتا ہوں۔ جس کا ۱/۱۰ حصہ میں داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے بعد میری جس قدر جائیداد ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ العبد مرزا داؤد احمد۔ گواہ شد عباس احمد۔ گواہ شد:- مرزا شریف احمد والد موصی۔

۵۶۴۷ - منکہ مرزا رشید احمد ولد خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب قوم مغل پیشہ زراعت عمر ۳۶ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان آج ۷/۱۳۱۹ احسب ذیل وصیت کرتا ہوں:-

میری اس وقت حسب ذیل جائیداد ہے۔ مکان سکنی و متعدد دوکانات واقعہ قادیان اراضی سکنی و زرعی واقعہ قادیان و بھینی بانگر۔ باغ ثمر دار واقع قادیان اور یہ جملہ جائیداد میرے بھائی مرزا عزیز احمد صاحب کے ساتھ مشترک ہے۔ اس کے علاوہ میری ذاتی جائیداد بصورت ساڑھے پانچ عدد مربعے واقع اوکاڑہ ضلع منٹگمری و قریباً بارہ سو ایکڑ زرعی اراضی واقعہ نسیم آباد اسٹیٹ ڈاکخانہ کنجیجی سندھ ہے۔ جس کی قیمت کا کچھ حصہ ابھی میرے ذمہ قابل ادا ہے۔ اس جملہ جائیداد ذاتی و مشترکہ میں میرے حصہ کی مالیت قریباً ڈیڑھ لاکھ روپیہ ہوگی۔ اور یہ مالیت حسب حالات کم و بیش ہوتی رہتی ہے۔ اور اس جائیداد کی آمد پر میرا گذارہ ہے۔ سو میں اپنی اس جائیداد کے دسویں حصہ (۱/۱۰) کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر اس جائیداد میں کمی و بیشی ہوئی۔ تو اس کے مطابق یہ دسواں حصہ شمار ہوگا۔ اور میں اپنی آمد میں سے بھی جو اس وقت کم و بیش پانچ سو روپیہ ماہوار ہے۔ دسواں حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان تازیست ادا کرتا رہوں گا۔ اور اگر میری آمد میں کوئی کمی بیشی ہوئی۔ تو اس کے مطابق یہ دسواں حصہ شمار ہوگا۔

العبد:- مرزا رشید احمد۔ گواہ شد ڈاکٹر حشمت اللہ بقلم خود۔ گواہ شد مرزا بشیر احمد۔

پانچ گواہ

نئی طرز کا ٹریکٹ منگوا کر اپنے زیر تبلیغ لوگوں اور اہل علم طبقہ میں مؤثر تبلیغ کیجئے۔ اس ٹریکٹ میں پانچ زبردست آسمانی گواہیاں دی گئی ہیں۔ جنکی اشد سے اشد مخالف بھی تردید نہیں کر سکتا۔ جو دلوں کو زبردست اپیل کرنے والی ہیں۔ اس پر لطف یہ ہے۔ کہ مختصر ہونے کے علاوہ نہایت جامع اور مکمل مضمون ہے۔ ایکہزار ائمہ مساجد کو یہ ٹریکٹ بھیجنے کا اندازہ ہے۔ ائمہ مساجد کے پتوں سے بھی مطلع فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ خاکسار عبد الرحمن مبشر مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان قیمت فی سینکڑہ ۱۲ ار ملنے کا پتہ۔ دفتر بشارات رحمانیہ ریلوے روڈ قادیان۔

دواخانہ نور الدین رضہ

بیادگار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت حکیم الامۃ طبیب شاہی حاجی الحرمین سیدنا نور الدین خلیفۃ المسیح الاول رضہ

زیر نگرانی ابناء حکیم الامۃ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ

مدت سے احباب کی طرف سے اس خواہش کا اظہار ہو رہا تھا۔ کہ وہ طبی فیضان جس کو حضرت والد بزرگوار نے عمر بھر جاری رکھ کر ہزارہا بندگان خدا کو فائدہ پہنچایا تھا۔ اسے آپ کی وفات کے بعد بھی آپ کی یادگار کے طور پر جاری رکھا جائے۔ مگر احباب کی یہ خواہش ہماری تعلیمی مصروفیتوں کی وجہ سے ابتک پوری نہ ہو سکی تھی۔ اب ہم نہایت مسرت کے ساتھ اس امر کا اعلان کرتے ہیں کہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم اس قابل ہوئے ہیں کہ اس مبارک مقصد کو پورا کرنے کے لئے آپ کے مبارک نام پر دواخانہ نور الدین رضہ کی بنیاد رکھیں۔ حضرت حکیم الامۃ طبیب شاہی سیدنا نور الدین رضی اللہ عنہ کی تمام عمر کے مجربات کا نچوڑ جس کو اپنی آخری عمر میں حضور نے ایک

قلمی بیاض

میں جمع کر دیا تھا۔ خدا کے فضل سے ہمارے پاس بعینہٖ محفوظ ہے۔ اس بیش بہا خزانہ پر ہم جس قدر بھی فخر کریں کم ہے۔ اس میں آپ نے تمام چھوٹے بڑے اور پیچیدہ سے پیچیدہ امراض اور ان کے طریق علاج کو بالتفصیل بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ آپ کی بیان فرمودہ ہدایات کی روشنی میں ہم نے

صحیح خالص اور اعلیٰ اجزاء

کے ساتھ ان مجربات کو خود اپنی نگرانی میں تیار کرنا شروع کر دیا ہے۔ اور کسی نسخہ میں اس کے قیمتی اجزاء کے قلیل القیمت بدل نہیں ڈالے۔ کیونکہ ان قیمتی دواؤں کا جو مخصوص ذاتی اثر ہوتا ہے۔ وہ ان کے بدل اجزاء میں ہرگز نہیں ہوتا۔

پس احباب اپنی تمام

طبی ضروریات

کے لئے دواخانہ نور الدین رضہ کو یاد رکھیں۔ اگر کوئی نسخہ تیار کرانا ہو۔ تو بہترین اور اصلی اجزاء سے تیار کر کے بھیجا جائے گا۔ بیماری کی مفصل کیفیت لکھنے پر مناسب نسخہ تجویز کیا جائے گا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضہ کے مشہور مجربات جو نہایت احتیاط سے تیار کئے جاتے ہیں۔ مناسب قیمت پر مہیا کئے جائیں گے۔

آخر میں ہم احباب سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ ہمارے ارادوں میں برکت دے۔ اور وہ طبی چشمہ فیض جو حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضہ کے ذریعہ جاری ہوا تھا۔ دواخانہ نور الدین رضہ کے ذریعہ روز افزوں ترقی کرے۔

ہر قسم کی خط و کتابت کے لئے صرف یہ پتہ یاد رکھیں۔

دواخانہ نور الدین رضہ ۔ قادیان

(آرڈر کے ساتھ اس اخبار کا حوالہ ضرور دیں)

المشتہرین

ابناء حضرت حکیم الامۃ خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام مولوی عطاء اللہ خاں مولوی فاضل پرنٹر چھپوا کر میر قاسم علی ایڈیٹر و پبلشر نے فاروق منزل قادیان سے شائع کیا)